الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 14 رجنوری 2011ء | 10 رصفر 1432 ہجری قمری ❁ 14 رصلح 1390 ہجری شمسی | شمارہ 02

نماز باجماعت کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

باجماعت نماز اکیلی نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

(بخاری کتاب الاذان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اس وقت اسلام شہیدان کربلا کی طرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور اس پر بھی افسوس ہے کہ مخالف کہتے ہیں کہ کسی شخص کی ضرورت نہیں۔ وہ نصاریٰ کے فتنہ پر نظر کرتے تو ان کو نظر آتا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی آفت اور فتنہ اسلام کے لئے کبھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اس فتنہ کی اصلاح و مدافعت کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے ضرور آنا چاہئے۔

یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے غیور ہے۔ اس نے مجھے صدی چہاردہم کا مجدّد کیا جس کا نام کاسر الصلیب بھی رکھا ہے۔

’’غرض یہ بات بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ اُس وقت بھیجے گا جب صلیب کا غلبہ ہوگا جس سے مراد یہ ہے کہ صلیبی دین کا فتنہ بڑھا ہوا ہوگا اس کی اشاعت اور توسیع کے لئے ہر ایک قسم کے حیلوں کو کام میں لایا جائے گا اور دنیا میں وہ ظلم وزور جس کا دوسرے لفظوں میں شرک اور مردہ پرستی نام ہوسکتا ہے، پھیلایا جاوے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھیجے گا اس کا کام یہی ہوگا کہ اس ظلم وزُور سے دنیا کو پاک کرے اور مردہ پرستی اور صلیب پرستی کی لعنت سے دنیا کو بچائے۔ اس طرح پر وہ صلیب کو توڑے گا۔ بظاہر یہ تناقض معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کاموں میں سے یَضَعُ الْحَرْبَ بھی لکھا ہے کہ وہ لڑائیاں نہ کرے گا اور صلیب کے توڑنے میں لڑائیوں کی ضرورت ہے۔ یہ تناقض سطحی خیال کے آدمیوں کو نظر آتا ہے جنہوں نے مسیح موعود کی آمد اور بعثت کی غرض کو ہرگز نہیں سمجھا حالانکہ یَضَعُ الْحَرْبَ کا لفظ ہی کسر صلیب کی حقیقت کو بتاتا ہے کہ اس سے مراد جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے لکڑی یا دوسری چیزوں کی صلیبوں کو توڑنا نہیں بلکہ صلیبی ملّت کی شکست ہے اور ملّت کی شکست بیّنہ اور براہین سے ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لِیَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ (الانفال:43)۔

بہر حال ہمارے مخالف علماء جو مخالفت میں اس قدر غلو کرتے ہیں اگر ٹھنڈے دل سے اور خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا یقین رکھ کر ان باتوں کو سوچتے تو یقیناً ان کو اس کے سوا چارہ نہ ہوتا کہ وہ میرے پیچھے ہو لیتے۔ وہ دیکھتے کہ صدی کا سر آ گیا بلکہ اس میں سے انیس سال گزرنے کو آ گئے ہیں اور صدی پر مجدد کا آنا ضروری ہے ورنہ اس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب لازم آتی ہے۔

اور جب وہ نصاریٰ کے فتنہ پر نظر کرتے تو ان کو نظر آتا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی آفت اور فتنہ اسلام کے لئے کبھی پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ جب سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے ایسا خطرناک فتنہ کبھی نہیں اٹھا۔ فلسفیانہ رنگ میں الگ، طبعی رنگ میں الگ مذہب پر زد ہے۔ ہر شخص جو کسی فن میں، کسی علم میں کوئی دسترس رکھتا ہے وہ اسی پہلو سے اسلام پر حملہ کرنا چاہتا ہے مرد، عورتیں واعظ ہیں اور وہ مختلف تدابیر سے اسلام سے بیزاری پیدا کرنی چاہتے ہیں اور عیسائیت کی طرف لوگوں کو مائل کرتے ہیں۔ شفاخانوں میں جاؤ تو دیکھو گے کہ دوا کے ساتھ عیسوی دین کا وعظ ضرور کیا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ بعض عورتیں یا بچے علاج کے لئے شفاخانہ میں داخل ہوگئے ہیں اور پھر ان کا پتہ اس وقت تک نہیں ملا جب تک وہ عیسائی بن کر ظاہر نہیں کئے گئے۔ سادھوؤں کے رنگ میں وعظ کرتے ہیں۔ غرض کوئی طریقہ وسوسہ اندازی کا ایسا نہیں جو اس قوم نے اختیار نہ کیا ہو۔ اب اس فتنہ پر ان کی نگاہ ہوتی تو ان کو ماننا پڑتا کہ اس فتنہ کی اصلاح و مدافعت کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے ضرور آنا چاہئے۔ قرآن شریف سے بے توجہی اور لاپرواہی پر نظر کرتے تو کہتے کہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کے وعدہ کے موافق ضرور کوئی محافظ قرآن اس وقت آنا چاہئے اور پھر سلسلہ خلافت موسوی اور سلسلہ خلافت محمدی کی مشابہت پر نظر ہوتی تو ماننا پڑتا کہ اس وقت چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفاء ضرور آنا چاہئے۔

اس طرح پر ایک نہیں بہت سی باتیں تھیں جو ان لوگوں کی ہدایت اور راہبری کا موجب بن سکتی تھیں مگر نفس پرستی کی وجہ سے تعصّب اور ضد سے انہوں نے ان پر غور نہیں کیا اور مخالفت اختیار کی۔ ان امور کا جو میں پیش کرتا ہوں وہی انکار کرسکتا ہے جو گھر سے باہر نہیں نکلتا اور حجروں ہی میں پرورش پاتا ہے۔ جو شخص کہتا ہے فتنہ نہیں ہوا تو میں اس کو متعصّب ہی نہیں سمجھتا بلکہ وہ بے ادب اور گستاخ ہے جس کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی عزت وتکریم کا خیال نہیں ہے اور اس سے بے خبر محض ہے۔ مگر عقلمند اور دین سے واقف سمجھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس فتنہ کو خفیف نہیں سمجھا اور حقیقت میں خفیف نہیں۔ میں بار بار اس امر پر اسی لئے زور دیتا ہوں کہ لوگوں کو اس امر پر اطلاع ملے۔ ان کا ایک ایک پرچہ اگر دیکھا جاوے تو وہ ایک ایک لاکھ نکلتا ہے۔ وہ وسائل اشاعت اور تبلیغ کے جواَب پیدا ہوگئے ہیں پہلے کہاں تھے؟ اس سے پہلے ردّ اسلام میں ایک رسالہ تو دکھاؤ۔ مگر اس صدی میں اگر ان رسالوں اور اخباروں اور کتابوں کو جو اسلام کے خلاف لکھے گئے ہیں ایک جگہ جمع کرو تو ان کا اونچا ڈھیر کئی میل تک چلا جاوے بلکہ مَیں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ یہ اونچا ڈھیر دنیا کے بلند ترین پہاڑوں کی اونچائی سے بھی بڑھ جاوے اور اگر ان کو برابر سطح پر رکھا جاوے تو کئی میل لمبی لائن ہو۔ اس وقت اسلام شہیدان کربلا کی طرح دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا ہے اور اس پر بھی افسوس ہے کہ مخالف کہتے ہیں کہ کسی شخص کی ضرورت نہیں۔ ہم مجادلہ کرنے والے سے بات کرنا نہیں چاہتے اور اس سے بحث کرنا بجز تضیع اوقات اور کچھ نہیں ہے۔ ہاں جو طالب حق ہو وہ ہمارے پاس آئے اور یہاں رہے اور پھر ہر طرح اس کی تسلی اور اطمینان کو تیار ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ پائے نہیں جاتے بلکہ مخالف تو دو چار دس منٹ میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ گویا مذہبی قمار بازی ہے۔ اس طرح پر حق کھل نہیں سکتا۔ آپ خود سوچیں کہ عیسائیت اسلام کو مغلوب کرنے کے واسطے کس قدر زور لگا رہی ہے۔ کلکتہ کے بشپ نے لندن جا کر جو تقریر کی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ کوئی آدمی گورنمنٹ انگلشیہ کا سچا خیر خواہ اور وفادار نہیں ہوسکتا جب تک وہ عیسائی نہ ہو۔ ایسی تقریروں اور بحثوں سے کیا یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ عیسائی بنانے کے لئے کس قدر کوشش یہ لوگ کرنی چاہتے ہیں اور ان کی نیت میں کیا ہے؟ وہ صاف چاہتے ہیں کہ کوئی مسلمان نہ رہ جاوے۔ عیسائی مشنریوں نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے کہ جس قدر اسلام ان کی راہ میں روک ہے اور کوئی مذہب ان کی راہ میں روک نہیں ہے۔ مگر یاد رکھو اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے غیور ہے۔ اس نے سچ فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) اس نے اس وعدہ کے موافق اپنے ذکر کی محافظت فرمائی اور مجھے مبعوث کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آتا ہے اس نے مجھے صدی چہاردہم کا مجدد کیا۔ جس کا نام کاسر الصلیب بھی رکھا ہے۔ اگر ہم اس دعویٰ میں غلطی پر ہیں تو پھر سارا کاروبار نبوت کا ہی باطل ہوگا اور سب وعدے جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہوگی کہ خدا تعالیٰ بھی جھوٹوں کی حمایت کرنے والا ثابت ہوگا (معاذ اللہ) کیونکہ ہم اس سے تائیدیں پاتے ہیں اور اس کی نصرتیں ہمارے ساتھ ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 368 تا 371. جدید ایڈیشن)

کہاں ممکن ترے فضلوں کا اِرقام

جماعت احمدیہ کی حقانیت، خلافت احمدیہ کی برکات، اسلام احمدیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائیدونصرت، اور رؤیاء وکشوف کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کی طرف ہدایت کے نہایت دلچسپ اور غیر معمولی عظمت کے حامل ایمان افروز واقعات

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

(نویں قسط)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے اموال میں برکت کے وعدے عطا فرمارکھے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں احمدی محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بڑی خوشی سے اپنے اموال دین کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نومبائعین بھی اس میدان میں تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنی محبت اور پیار کے نشانات دکھا کر ان کے ازدیادِ ایمان کے سامان فرماتا ہے۔ ایسے ہی بعض ایمان افروز واقعات جن کا تعلق مالی قربانی اور چندوں کی ادائیگی سے ہے احباب کے استفادہ کے لئے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

مَیں یہ گوارا نہیں کرتا کہ بقایاداروں میں رہوں

۞......مکرم امیر صاحب فرانس 2004ء کی رپورٹ میں لکھتے ہیں:

ایک نو احمدی دوست سخت پریشانی میں تھے۔ میرے بار بار پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ مالک مکان کو گزشتہ دو ماہ سے کرایہ نہیں دیا۔ آج وہ میرے پاس آیا تھا اور مکان خالی کرانے کی دھمکی دے گیا ہے۔ مَیں نے اس نو احمدی دوست سے پوچھا کیا آپ کے پاس کرایہ ادا کرنے کے لئے رقم نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رقم تو میرے پاس تھی لیکن جب آپ کی طرف سے چندے کے بقایاجات ختم کرنے کے بارہ میں سنا تو اسی وقت مَیں نے کرایہ کی رقم چندہ میں ادا کر دی۔ مجھے سڑک پر تو رہنا گوارا ہے لیکن یہ گوارا نہیں کہ مَیں بقایاداروں میں رہوں۔

مسجد کی تعمیر کے لئے سارا زیور پیش کردیا

۞......اسی طرح آپ بیان کرتے ہیں کہ مراکش کی ایک خاتون میرے پاس آئیں اور کہنے لگیں کہ میرے پاس صرف یہی زیورات ہیں جو میرے بزرگوں کی نشانی ہے۔ ہم اپنے روایتی زیورات جو خاندانی ہوں کبھی اس کسی کو نہیں دیتے۔ لیکن آج خدا کے گھر کے لئے مَیں پیش کرتی ہوں۔ کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ تشریف لائیں اور کہا کہ وہ زیور جو اُس وقت مَیں نے مسجد فنڈ میں دے دیئے تھے آج خدا تعالیٰ نے مجھے اس سے دوگنا کر کے دے دیا ہے۔ الحمدللہ۔

میرے پاس ایک مرغی کے سوا کچھ نہیں۔ یہی چندہ میں قبول کرلیں

۞......مکرم جمیل احمد صاحب مبلغ کینیا بیان کرتے ہیں کہ خاکسار چِیبوگا (Chibuga) جماعت میں اپنے معلمین کے ساتھ گیا اور احباب کو چندہ کی تحریک کی۔ پروگرام ختم ہونے پر صدر جماعت ایک مرغی لے کر آئے اور کہا کہ میرے پاس اس مرغی کے سوا کچھ نہیں۔ یہی چندہ میں قبول کرلیں۔

کچھ عرصہ بعد خاکسار اُس جماعت کے دورہ پر گیا۔ صدر جماعت کے گھر کافی مرغیاں تھیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا کہ اتنی مرغیاں کہاں سے آگئیں۔ پچھلی دفعہ تو صرف ایک تھی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ کسی سے ایک مرغی ادھار لی تھی اور انڈوں پر بٹھا دی۔ سبھی بچے نکلے ہیں۔ ان میں سے ابھی تک ایک بچہ نہیں مرا۔ اس لئے اب بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔ یہ برکت اس مرغی چندہ میں دینے کی وجہ سے پڑی۔

چندہ ادا کریں پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح بارش برساتا ہے

۞......مکرم حسن بصری صاحب مبلغ انچارج کمبوڈیا جماعت پریک جاؤ (Prekjo) کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اپریل 2004ء میں بہت گرمی پڑی اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کو بھی نقصان پہنچنے لگا۔ لوگ سخت پریشان ہوئے۔ ہمارے لوکل معلم شافی حسین صاحب نے اس سب ممبران کو بلوایا اور کہا کہ آپ سب باقاعدہ چندہ ادا کریں پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بارش برساتا ہے۔ چنانچہ ایک صد (100) کے قریب ممبران جماعت ان کے گھر آئے اور چندہ ادا کیا۔ اسی روز چار بجے شام آسمان پر بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش ہوئی جو تین روز تک مسلسل جاری رہی۔ لوگوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وعدہ کیا کہ اب ہم باقاعدہ چندہ دیا کریں گے۔

چندہ کی برکت سے حادثہ میں حفاظت کا غیر معمولی واقعہ

۞......مکرم امیر صاحب گیمبیا بیان کرتے ہیں کہ جونگون (Njongon) گاؤں کے دو بھائیوں نے احمدیت قبول کی۔ وہ دونوں مجلس خدام الاحمدیہ کے اجتماع میں شرکت کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک غیر احمدی نوجوان نے آ کر اس بات کی ترغیب دی کہ آج دن بہت اچھا ہے ہم مچھلیاں پکڑنے جاتے ہیں۔ ایک بھائی نے تو صاحب کہہ دیا کہ مَیں اجتماع پر جا رہا ہوں جبکہ دوسرے نے اجتماع کا چندہ ادا کردیا لیکن شامل ہونے کی بجائے مچھلیاں پکڑنے چلا گیا۔ اجتماع کے دوران یہ خبر ملی کہ یہ نوجوان حادثہ کا شکار ہوگئے ہیں اور کچھ فوت ہوگئے ہیں۔ نومبائع دوست جو اجتماع میں شریک ہوئے تھے کہنے لگے کہ اس حادثہ میں میرا بھائی ضرور بچ گیا ہوگا کیونکہ اس نے چندہ دے دیا تھا۔ بعد میں یہ خبر ملی کہ ان کا بھائی کشتی کے اس حادثہ میں زندہ بچ گیا جبکہ باقی دوست حادثہ کا شکار ہوگئے ہیں۔

مَیں نے چندہ دیا تو کاروبار میں غیر معمولی برکت پڑی

۞......مکرم امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ ریجن باسیلا کے لوکل مشنری اپنے علاقہ کے گاؤں چاپنگو (Djapengo) میں چندہ تحریک جدید کے بارہ میں بتا رہے تھے اور اس کی برکات کا ذکر کر رہے تھے تو وہاں کی ایک غیر احمدی حلیم نامی خاتون نے اس تحریک میں چندہ دیا۔ اور ایک سال گزرنے پر دوبارہ اس نے رابطہ کیا اور گزشتہ سال کی نسبت چار گنا مزید چندہ دیا اور بتایا کہ گزشتہ سال جب مَیں نے چندہ دیا تو اس کے بعد میرے کاروبار میں غیر یقینی اور غیر معمولی طور پر برکت پڑی۔ اس برکت نے مجھے اس بات کی طرف متوجہ کیا اور آج مَیں ان کی تحریک میں چندہ بھی دیتی ہوں اور ان کی جماعت میں داخل ہوتی ہوں۔ چنانچہ یہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوگئی ہیں۔

باشرح چندہ کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش

۞......شہر بسّم (Bussam) کے ایک نومبائع احمدی مکرم Yago Alido صاحب کو جب جماعتی مالی نظام کے تحت چندے کی شرح اور تفصیل بتائی تو اگلے روز وہ خود اپنی تنخواہ کے حساب سے شرح کے مطابق چندہ عام، چندہ وقف جدید اور تحریک جدید ادا کرنے آ گئے جو کہ تقریباً پچاس پاؤنڈ بن رہا تھا۔ یہ ان کا احمدیت قبول کرنے کے بعد پہلا چندہ تھا۔ ابھی ہمارا معلم اس چندے کی رسید کاٹ رہا تھا کہ ان صاحب کو ایک دوست کا فون آیا کہ وہ قرضہ جو مَیں نے تم سے دو سال قبل لیا تھا کل آ کر مجھ سے وصول کرلو۔

Yago Alodo صاحب حیران ہو کر بتانے لگے کہ یہ شخص قرضہ لے کر ایسا رویّہ اپنائے ہوئے تھا کہ مجھے اس قرض کی وصولی کی امید ہی نہ تھی۔ اور یہ صرف اور صرف چندہ دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ چند روز بعد ان کو حکومت کی طرف سے ایک خط ملا کہ نئے سال سے نہ صرف آپ کی ملازمت میں گریڈ کا اضافہ ہوگیا ہے بلکہ آپ کی تنخواہ میں بھی پچاس فیصد کا اضافہ ہوگیا ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنے نئے اضافے والی تنخواہ وصول کی تو فوراً اپنا چندہ شرح کے مطابق دوگنا کردیا۔ اب نہ صرف وہ اپنا ماہانہ چندہ ادا کر رہے ہیں بلکہ مسجد کی تزئین وخوبصورتی کے لئے بھی اپنی جیب سے خرچ کر رہے ہیں۔ اور سب کو برملا کہتے ہیں کہ یہ سب جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہے یہ اس کی راہ میں مالی قربانی کرنے کے نتیجہ میں ہے۔

(باقی آئندہ)

......اب کے برس

ہم بھریں اُونچی اُڑان اب کے برس — زیر کر لیں آسمان اب کے برس
چُوک نہ جائے کوئی تیرِ دعا — تھامنی ہے یوں کمان اب کے برس
نیم شب سجدوں میں واویلا کریں — بُوڑھے بچے اور جوان اب کے برس
ہم کریں زندہ وہی رسمِ جنوں — مصلحت کا ہو نہ دھیان اب کے برس
ہوں کُھلے ماحول میں سجدے ادا — گونج اُٹھے پھر اذان اب کے برس
ہر گھڑی حاضر ہیں، پر آسان رکھ — میرے مولا امتحان اب کے برس
جبر کے ماحول میں کر دے عطا — بے زبانوں کو زبان اب کے برس
ہو سکون و چین پاکستان میں — ہر کسی کو ہو امان اب کے برس
اس دفعہ تو کاش لوٹ آئیں حضور — ہوں ہمارے درمیان اب کے برس
ہم کریں مہماں نوازی آپ کی — اور خود ہوں میزبان اب کے برس
آرزوؤں کا چراغاں دل میں ہو — ہم سجائیں گھر، مکان اب کے برس
شکر کے سجدے کریں ہم رات دن — دل ہو اپنا شادمان اب کے برس
جیت لے کچا گھڑا، ندی چڑھی — عشق کی اونچی ہو شان اب کے برس
ختم ہونے کو ہے نقدی عمر کی — دیکھ لوں میں قادیان اب کے برس
ہم نہ جب ہوں گے کہو گے ہے کہاں؟ — عرشی رنگیں بیان اب کے برس

(ارشاد عرشی ملک)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر127

ایم ٹی اے 3 العربیۃ (1)

گزشتہ چار قسطوں میں ہم نے اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کی ابتدا اور ردّ عیسائیت پر مشتمل پروگراموں کے بارہ میں مختلف عیسائیوں اور مسلمانوں کی بعض آراء وتبصرے نقل کئے تھے۔ یہ سلسلہ ابھی جاری تھا کہ ایم ٹی اے 3 العربیۃ کا اجراء عمل میں آیا جس پر دیگر پروگرامز کے علاوہ اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر بھی چلتا رہا اور بفضلہٖ تعالیٰ آج تک بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اس میں عیسائیت کے ردّ میں پروگراموں کے علاوہ مختلف اختلافی مسائل اور موضوعات پر بحث ہوئی جن کے بارہ میں ہم تفصیلی طور پر بعد میں لکھیں گے۔

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کی قسط نمبر 5 سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایم ٹی اے 3 العربیۃ کے اجراء کے بارہ میں کسی قدر تفصیل سے یہاں لکھ دیا جائے تا کہ مضمون کی تاریخی ترتیب درست رہے۔ اس کے بعد ہم اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر سے متعلقہ دیگر امور کے بیان کی طرف عود کریں گے۔

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کا جلوہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میڈیا کے عظیم الشان انقلاب کی طرف بڑے لطیف پیرائے میں اشارہ فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی پہلی کتاب براہین احمدیہ میں نئی ایجادات اور سرعتِ وسائلِ رسل ورسائل واِتّصالات کی وجہ سے دنیا کے گلوبل ویلیج یا ایک ملک بن جانے کا ذکر فرمایا ہے، جس کی بنا پر پرانے زمانوں میں تبلیغ وتبشیر کا سالوں میں ہونے والا کام اب محض چند ایام میں ہونا ممکن ہو گیا ہے۔ اس اقتباس میں مجموعی طور پر نئی ایجادات کا دین اسلام کی تبلیغ اور اسے تمام دنیا پر غالب کرنے میں اہم کردار کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"روحانی طور پر دین اسلام کا غلبہ جو **حجج قاطعه** اور **براهین ساطعه** پر موقوف ہے اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے۔ گو اس کی زندگی میں یا بعد وفات ہو۔ اور اگرچہ دین اسلام اپنے دلائل حقہ کے رو سے قدیم سے غالب چلا آیا ہے اور ابتدا سے اس کے مخالف رسوا اور ذلیل ہوتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اس غلبہ کا مختلف فرقوں اور قوموں پر ظاہر ہونا ایک ایسے زمانہ کے آنے پر موقوف تھا کہ جو بباعث کھل جانے راہوں کے تمام دنیا کو ممالک متحدہ کی طرح بناتا ہے اور ایک ہی قوم کے حکم میں داخل کرتا ہے۔ اور اندرونی اور بیرونی طور پر تعلیم حقانی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہو۔ سب اب وہی زمانہ ہے کیونکہ بباعث کھل جانے راستوں اور مطلع ہونے ایک قوم کے دوسری قوم سے اور ایک ملک کے دوسرے ملک سے سامان تبلیغ کا بوجہ احسن میسر آگیا ہے اور بوجہ انتظام ڈاک وریل وتار وجہاز و وسائل متفرقہ اخبار وغیرہ کے دینی تالیفات کی اشاعت کے لئے بہت سی آسانیاں ہوگئی ہیں۔ غرض بلاشبہ اب وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ جس میں تمام دنیا ایک ہی ملک کا حکم پیدا کرتی جاتی ہے۔ اور بباعث شائع اور رائج ہونے کئی زبانوں کے تفہیم تفہم کے بہت سے ذریعے نکل آئے ہیں اور غیریت اور اجنبیت کی مشکلات سے بہت سی سبکدوشی ہوگئی ہے...... خلاصہ کلام یہ کہ اس زمانہ میں ہر یک ذریعہ اشاعت دین کا اپنی وسعت تامہ کو پہنچ گیا ہے............

ماسوا اس کے یہ زمانہ اشاعت دین کے لئے ایسا مددگار ہے کہ جو امر پہلے زمانوں میں سو سال تک دنیا میں شائع نہیں ہوسکتا تھا۔ اب اس زمانہ میں وہ صرف ایک سال میں تمام ملکوں میں پھیل سکتا ہے۔ اس لئے اسلامی ہدایت اور ربانی نشانوں کا نقارہ بجانے کے لئے اس قدر اس زمانہ میں طاقت وقوت پائی جاتی ہے جو کسی زمانہ میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ صدہا وسائل جیسے ریل وتار واخبار وغیرہ اسی خدمت کے لئے ہر وقت طیار ہیں کہ تا ایک ملک کے واقعات دوسرے ملک میں پہنچاویں۔ سو بلاشبہ معقولی اور روحانی طور پر دین اسلام کے دلائل حقیقت کا تمام دنیا میں پھیلنا ایسے ہی زمانہ پر موقوف تھا اور یہی باسامان زمانہ اس مہمان عزیز کی خدمت کرنے کے لئے من کل الوجوہ اسباب مہیا رکھتا ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے اس احقر عباد کو اس زمانہ میں پیدا کرکے اور صدہا نشان آسمانی اور خوارق غیبی اور معارف وحقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنیہ کو ہر قوم اور ہر ملک میں شائع اور رائج فرماوے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے............ غرض خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل وکرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں وہ اُمم سابقہ میں سے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائے۔ اور جو کچھ اس بارہ میں توفیقات غیبیہ اس عاجز کو دی گئی ہیں وہ ان میں سے کسی کو نہیں دی گئیں۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔...... اس نے اپنے تفضلات وعنایات سے یہ خوشخبری بھی دی ہے کہ روز ازل سے یہی قرار یافتہ ہے کہ آیت متذکرہ بالا اور نیز آیت وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ کا روحانی طور پر مصداق یہ عاجز ہے، اور خدا تعالیٰ ان دلائل وبراہین کو اور ان سب باتوں کو کہ جو اس عاجز نے مخالفوں کے لئے لکھے ہیں خود مخالفوں تک پہنچا دے گا اور ان کا عاجز اور لاجواب ومغلوب ہونا دنیا میں ظاہر کرکے مفہوم آیت متذکرہ بالا کا پورا کر دے گا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔"

(براہین احمدیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر 3، روحانی خزائن جلد1 صفحہ594 تا597)

پچھلی چند قسطوں میں ہم نے عربوں میں جماعت احمدیہ کی تبلیغ وسیع پیمانے پر پہنچنے اور مختلف عیسائی پادریوں کے لاجواب ہونے کا ذکر کیا تھا جو حضور علیہ السلام کے مندرجہ بالا اقتباس کے آخری حصہ میں مذکور پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک عملی شہادت ہے۔ نیز آج ایم ٹی اے کے ذریعہ بھی مختلف قوموں اور فرقوں پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا دلیل وبرہان کی رو سے غلبہ ظاہر ہو رہا ہے۔

ایک دم میں چمک کر ہر طرف پھیل جانے والی بجلی

علاوہ ازیں حضور علیہ السلام نے مسیح موعودؑ کے متعلق احادیث نبویہ میں مذکور لفظِ "نُزُوْل" کی شرح میں بعض بڑے دقیق رنگ میں اشارے فرمائے ہیں جن کا ایک طور پر اطلاق سیٹلائٹ چینل پر بھی ہوسکتا ہے اور چونکہ ہم اس وقت جماعت احمدیہ کے عربی چینل کے بارہ میں بات کر رہے ہیں اس حوالہ سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان مذکورہ دقیق اشاروں پر مبنی مضمون عربی کتاب خطبہ الہامیہ میں مذکور ہے۔ حضور علیہ السلام نزول کا لفظ استعمال ہونے کی دو حکمتیں بیان فرماتے ہیں۔ ان میں سے دوسری اس طرح سے ہے:

" ثانيهما الاِظهار شهرة المسيح الموعود في اَسرع الاوقات والزمان في جميع البلدان. فان الشئى الذى ينزل من السماء يراه كل احدٍ من قريب وبعيد ومن الاطراف والانحاء. ولايبقٰى عليه سِتْرٌ في اَعْين ذوى الانصاف. ويشاهد كبرقٍ يبرق من طرفٍ الى طرف حتّى يحيط كدائرةٍ على الاطراف"۔ (الخطبة الإلهامية ج16 صفحہ43)

(ترجمہ از ناقل) نزول کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود کی تمام ممالک میں غیر معمولی تیزی کے ساتھ شہرت پھیل جائے گی۔ کیونکہ جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اسے قریب سے اور دور سے اور ہر ایک سمت وجہت سے ہر کوئی دیکھتا ہے اور وہ اہل انصاف کی نظر میں وہ کبھی پوشیدہ نہیں رہتی، بلکہ یہ اس بجلی کی طرح دکھائی دیتی ہے جو ایک سمت سے کوند کر دوسری سمتوں میں چمکتی ہے یہاں تک کہ تمام اطراف وجہات پر ایک دائرے کی طرح محیط ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اسی کتاب میں ایک اور جگہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے:

اور نزول کے لفظ میں جو حدیثوں میں آیا ہے یہ اشارہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں امر اور نصرت انسان کے ہاتھ کے وسیلہ کے بغیر اور مجاہدین کے جہاد کے بغیر آسمان سے نازل ہوگی اور مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی۔ گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا، انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا۔ اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہوکر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں واقع ہوگا۔ (الخطبة الإلهامية، روحانی خزائن جلد16 صفحہ283 تا 285)

ایک رنگ میں سیٹیلائٹ سسٹم بھی اس طرح کام کرتا ہے کہ اس کی نشریات آسمان پر ایک مقام سے تمام دنیا میں منتشر ہو جاتی ہیں اور بجلی کی طرح ایک جگہ سے کوند کر دنیا کے کناروں تک پہنچ جاتی ہیں اور بیک وقت ہر جگہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ گویا اس طرح مسیح موعود کا نزول ہر گھر میں ہو رہا ہے۔ حضور علیہ السلام کی تحریرات واَقوال کے حوالے سے جملہ عقائد کی وضاحت ہو رہی ہے اور گند اچھالنے والے تمام دریدہ دہن معترضین کے جملہ اعتراضات کا جواب دیا جا رہا ہے۔ شاید اسی دن کے لئے حضور علیہ السلام نے اپنے ایک عربی قصیدہ میں فرمایا تھا کہ:

وَیَاْتِیْ یَوْمُ رَبِّیْ مِثْلَ بَرْقٍ
فَلَا تَبْقَی الْکِلَابُ وَلَا النُّبَاحُ

(تحفة بغداد، روحانی خزائی جلد7 صفحہ 38)

ترجمہ: اور میرے ربّ کا دن بجلی کی طرح آئے گا۔ تب نہ تو کُتّے باقی رہیں گے نہ ہی ان کا بھونکنا۔

ایم ٹی اے 3 العَرَبِیۃ کا اجراء

اس تمہید کے بعد اب ہم ایم ٹی اے 3 العربیۃ کے اجراء کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد مکرم منیر عودہ صاحب کو فرمایا تھا کہ میرے عہد میں عربوں میں تبلیغ کے لئے راہ کھلے گی اور عربوں میں احمدیت کا نفوذ ہوگا اور وہ کثرت سے احمدیت کی آغوش میں آئیں گے۔ چنانچہ حضور انور کے یہ کلمات آج عربوں میں فتوحات اور جماعت کے انتشار کی شکل میں پورے ہو رہے ہیں۔ ایم ٹی اے 3 العربیۃ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔

اس سلسلہ میں مکرم منیر عودہ صاحب نے ہمیں بتایا کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی خلافت کے شروع سے ہی عربوں میں تبلیغ کو خاص اہمیت دی اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ 2004ء کی ابتدا میں ایک ملاقات کے دوران حضور انور نے فرمایا کہ ایسے عربی پروگرامز کی تیاری کے امکانات کا جائزہ لے کر بتائیں جو جماعت کے ایک علیحدہ عربی چینل پر چلائے جاسکیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب مَیں کبابیر گیا اور وہاں پر امیر جماعت محمد شریف عودہ اور مکرم ہانی طاہر صاحب سے اس بارہ میں بات کی کہ حضور انور کا منشاء یہ ہے کہ یہ پروگرام بے شک بہت ہی معمولی درجہ کے ہوں جن کے ذریعہ صرف جماعت کا پیغام عرب دنیا کے بڑے حصہ تک پہنچ جائے۔ انہوں نے کہا کہ بظاہر تو حالت ایسی ہے کہ ہمارے پاس ایک علیحدہ چینل کو چلانے کیلئے پروگرام تیار کرنے اور ریکارڈنگ کرنے اور جملہ انتظامی اور تکنیکی امور کی انجام دہی کے لئے ماہرین کی کمی ہے۔ بہرحال میں نے واپسی پر حضور انور کی خدمت میں تمام صورتحال پیش کر دی لیکن ایسے محسوس ہوا جیسے حضور انور اس بات کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ ایسا ہو کر ہی رہے گا، کیونکہ حضور انور نے فرمایا ابتدا میں چاہے کوئی شخص بیٹھ کر بعض کتابیں ہی پڑھ کر ریکارڈ کرا دے، صرف ایسی نصوص چنی جائیں جن کے ذریعہ سے جماعت کا پیغام عرب دنیا تک پہنچ جائے۔

چنانچہ حضور انور کے ارشاد کے مطابق چیئرمین ایم ٹی اے اور بعض دیگر کارکنان نے کسی عربی سیٹیلائٹ پر جماعت کے عربی چینل کی نشریات کے

امکانات کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ 2005ء کے آخر تک کئی کمپنیوں کے ساتھ بات چلی لیکن کہیں بھی کامیابی نہ مل سکی۔ 2006ء میں مشرق وسطی میں سیٹیلائٹ پر جگہ فراہم کرنے والی ایک کمپنی سے بات ہوئی اور عرب سات یا نائل سات میں سے کسی ایک پر ہمیں جگہ ملنے اور لاکھوں عربوں تک رسائی حاصل کرنے کی امید ہوگئی جس نے 2007ء میں حقیقت کا روپ دھار لیا اور اٹلانٹک برڈ 4 (Atlantic bird 4) کے ذریعہ مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام عرب کی فضاؤں کو معطر کرنے لگا۔ اور بالآخر 23 مارچ 2007ء کو حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دست مبارک سے اس نئے عربی چینل کا افتتاح فرمایا جس کا نام mta-3 العربیہ رکھا گیا۔

تجرباتی نشریات کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربوں کو مخاطب کر کے فصیح و بلیغ عربی زبان میں تحریر فرمودہ نہایت مؤثر اور دل میں اتر جانے والے اقتباسات پرشوکت آواز میں پڑھ کر پیش کئے گئے۔ جس پر ابتدا پر کئی لوگوں کی طرف سے استفسار کیا گیا کہ آپ کون لوگ ہیں اور یہ مؤثر اور دل میں اتر جانے والے کلمات کس شخصیت کے ہیں؟

لوگوں کے اچھے ردّ عمل اور کثرت سے جماعت کے عقائد کو سراہنے اور احمدیت قبول کرنے نے ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ نے ہر کام کرنے کا ایک وقت رکھا ہے اور جب وہ وقت آ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر چیز مسخر و میسر ہو جاتی ہے اور وہ کام بظاہر ناممکن و محال دکھائی دینے کے غیر معمولی آسانی اور یُسر سے ہونے لگتا ہے۔

خصوصی تقریب

افتتاح کے چند دنوں کے بعد 6 مئی 2007ء کو باقاعدہ طور پر اس چینل کی نشریات کی ابتدا کی مناسبت سے ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کا تفصیلی احوال ایک رپورٹ کی شکل میں مکرم نصیر احمد قمر صاحب مدیر الفضل انٹرنیشنل نے 25 مئی 2007ء کے شمارہ میں شائع کیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مفصل رپورٹ کے اکثر حصہ کو یہاں نقل کر دیا جائے۔

(بیت الفتوح۔ لندن۔ 6رمئی): آج 6رمئی بروز اتوار قریباً ساڑھے سات بجے بیت الفتوح لندن کے طاہر ہال میں mta-3 العربیہ کی نشریات کے اجراء کی مناسبت سے ایک خصوصی تقریب عشائیہ منعقد ہوئی جس میں ایم ٹی اے کے کارکنان، مجلس عاملہ برطانیہ کے اراکین اور مرکزی عہدیداران کے علاوہ بعض منتخب مہمانوں نے شرکت کی۔ یہ نہایت خوبصورت اور پروقار تقریب کئی پہلوؤں سے بہت ہی روح پرور اور ایمان افروز تھی۔

اس تقریب کے مہمان خصوصی ہمارے محبوب امام امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تھے۔ آپ کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر تلاوت قرآن کریم سے کارروائی کا آغاز ہوا جو ہمارے عرب احمدی بھائی مکرم تمیم ابودقّہ صاحب نے کی۔ آپ نے سورۃ الفتح کے پہلے رکوع کی تلاوت کی جس کا اردو ترجمہ مکرم ندیم کرامت صاحب وائس چیئرمین ایم ٹی اے نے پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم منیر عودہ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں لکھے گئے عربی قصیدہ یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا کے بعض منتخب اشعار پڑھے جس کے بعد مکرم شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر نے عربی زبان میں بہت پُر جوش اور پُر ولولہ خطاب کیا۔ اس خطاب کا اردو ترجمہ بعد ازاں مکرم سید نصیر احمد شاہ صاحب چیئرمین ایم ٹی اے نے پیش کیا۔

مکرم شریف عودہ صاحب کی تقریر

مکرم شریف عودہ صاحب نے اپنے عربی خطاب میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے ہمیں اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند، آپؐ کے عاشق صادق اور خادم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں اور خادموں میں شامل ہونے کی سعادت بخشی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عربوں سے شدید محبت رکھتے تھے۔ آپ نے نہ صرف عربوں سے محبت کی بلکہ ان کی زبان اور ان کی زمین سے بھی محبت کی۔ اور یہ سب کچھ آپ علیہ السلام کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا پرتو تھا۔ آپ نے عربی زبان سے محبت کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معیار قرار دیا۔ آپ علیہ السلام کی خواہش تھی کہ آپ عرب ممالک اور اس سرزمین کا دیدار کریں اور ان گلیوں میں جائیں جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑے، اور یہ کہ اس خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنائیں۔ عربوں سے آپ نے اس حد تک محبت کی کہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کی اصلاح اور انہیں سیدھا راستہ دکھانے کی مہم آپ کے سپرد کرنے کی بشارت دی، جس کی بنا پر آپ نے عربوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ مجھے اس اصلاح کی مہم میں کامیاب وکامران پائیں گے۔

مکرم شریف عودہ صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عربوں کی طرف اپنے خطوط اور کتب بھیجنے کے بارہ میں فکر مند تھے کیونکہ آپ نے سنا تھا کہ عرب ممالک کے حکمرانوں کے کارندے راستہ میں اس قسم کا مواد ضبط کر لیا کرتے ہیں۔ لہذا آپ علیہ السلام عربوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’اے عزیزو! مجھے بتاؤ کہ مَیں کیا کروں اور کونسی تدبیر استعمال کروں تا تم تک جا پہنچوں۔ مَیں اپنی جگہ اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہوں اور اہل تجربہ لوگوں سے مشورہ کر رہا ہوں‘‘۔

الحمدللہ کہ حضور علیہ السلام کی یہ خواہش آج پوری ہوگئی ہے۔ اے ہمارے پیارے مسیح موعودؑ! آپ کا پیغام پہنچ گیا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی عاشق آپ کا پیغام بصد شوق اپنی منزل پا گیا۔ آپ علیہ السلام اپنے عربی شعر میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہمارے پیغام کا نامہ بر اپنی چونچ میں امن وسلامتی کے تحفے لئے شوق کے پروں پر سوار خدا کے پیارے، تمام رسولوں کے سردار اور تمام خلائق سے افضل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن کی طرف محو پرواز ہے۔

مکرم شریف عودہ صاحب نے بڑے جذباتی انداز میں کہا کہ اے ہمارے پیارے آقا! عربوں کے لئے آپ کا امن وسلامتی کا تحفہ ان کے گھروں تک جا پہنچا ہے تا وہ ان کا کھویا ہوا اطمینان وسکون اور امن وسلامتی انہیں واپس دلا دے اور ان کے ہونٹوں پر دوبارہ مسکراہٹیں بکھیر دے۔

اے مسیح موعود علیہ السلام! آج آپ کا پیغام اور آپ کے خلیفہ کے خطبہ اور خطابات عربوں کے گھروں میں سنے جا رہے ہیں جو ان کے احیائے نو کے لئے ان کے زخموں کی مرہم بن رہے ہیں جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں زندگی کی روح پھونکی تھی۔

آخر پر مکرم شریف عودہ صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ:

سیدی حضرت امیر المومنین! یہ عاجز آپ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہے اور ساتھ ہی تمام دنیا کے احمدیوں سے بھی ملتمس ہے کہ وہ عربوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی عظمت رفتہ انہیں واپس دلا دے اور پھر سے انہیں خدا اور اس کے رسول کا پیارا بنا دے۔ آمین

چیئرمین ایم ٹی اے کا اظہار تشکر

مکرم امیر صاحب کبابیر کے سپاس نامہ کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد مکرم سید نصیر احمد صاحب چیئرمین ایم ٹی اے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پیارے آقا! اب خاکسار ایم ٹی اے مینجمنٹ بورڈ اور تمام سٹاف کی جانب سے حضور انور کی خدمت میں mta-3 العربیہ کے اجراء پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

مکرم چیئرمین صاحب نے کہا کہ مجھے آج بھی یاد ہے جب حضور انور نے ایم ٹی اے کی نشریات کو کسی لوکل ڈائریکٹ ٹو ہوم سروس کے ذریعہ عرب دنیا کے دلوں تک پہنچانے کے فیصلہ کی توثیق فرمائی اور اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا تو اس وقت کے حالات کو دیکھتے ہوئے یہ کام نہایت دشوار محسوس ہوتا تھا۔ لیکن پیارے آقا کا توکل علی اللہ پر مبنی اعتماد اور وثوق اس بات کا مظہر تھا کہ یہ کام انشاء اللہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی منشاء سے اپنے وقت پر ہوگا، سو الحمدللہ یہ ہوا۔ محض اس لئے کہ یہ خدا تعالیٰ کی منشاء کے تحت ہونا مقصود تھا کہ پیارے مسیح موعودؑ کا عربوں کے لئے پیغام ضرور اُن تک پہنچے اور اس میں سوائے خلیفۃ المسیح کی پُر اعجاز دعاؤں کے کوئی انسانی ہاتھ کارفرما نہیں تھا، بالکل وہی اعجاز جو ہم ایم ٹی اے کے ہر پراجیکٹ کی تکمیل کے سلسلہ میں شروع سے دیکھتے آئے ہیں۔ ہم اپنے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم عاجزوں کو توفیق دے کہ اس سلسلہ میں ہم اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریق سے نبھا سکیں۔

مصطفیٰ ثابت صاحب کی تقریر

اس کے بعد ہمارے مصری احمدی دوست، ممتاز عالم دین اور ایم ٹی اے کے عربی پروگراموں کی ایک معروف ومقبول شخصیت مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے حاضرین سے خطاب میں اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔ آپ نے حاضرین کی سہولت کے لئے بیک وقت عربی اور انگریزی میں خطاب کیا۔ پہلے آپ عربی میں کچھ کلمات کہتے اور پھر ان کا خود ہی انگریزی میں ترجمہ بھی سناتے۔ آپ کا خطاب بھی بہت ہی ایمان افروز تھا۔ آپ نے خطاب کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ mta-3 العربیہ کے چینل کے آغاز پر مجھے ایک شعر یاد آ گیا جو ہم مصر میں پچاس کی دہائی میں اَلسَّدُّ الْعَالِیْ (High Dam) کی تعمیر کے حوالہ سے گایا کرتے تھے۔

اس شعر کا اردو مفہوم یہ ہے کہ یہ ایک خواب تھا پھر یہ ایک خیال میں ڈھلا، پھر ایک امکان بنا اور پھر حقیقت میں تبدیل ہو گیا۔ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے کہا کہ mta-3 العربیہ کے چینل کا اجراء ایک ناممکن سا خواب تھا لیکن پھر یہ خواب، خیال میں بدلا، پھر امکان میں ڈھلا اور آج وہ دن آیا ہے کہ یہ ایک حقیقت بن گیا ہے اور محض خواب وخیال نہیں رہا۔ انہوں نے کہا کہ mta-3 العربیہ ایک بلند قامت، جری و بہادر اور عظیم چینل ہے اور دوسرے چینل اس کے مقابل پر بونے دکھائی دیتے ہیں۔ اس چینل کو دیکھنے والے ایک غیر از جماعت شخص نے کہا کہ تمام عربی چینلز میں یہ سب سے بہتر ہے۔ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے کہا کہ ایک لمبے عرصہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف عرب ممالک میں منفی اور جھوٹا پراپیگنڈہ کیا جاتا رہا اور اس کے ازالہ کی کوئی صورت دکھائی نہ دیتی تھی۔ اب ایم ٹی اے کے تمام عرب ممالک کے ہر گھر میں داخل ہونے سے مخالفین کے پراپیگنڈہ کا اثر ختم ہونے کے دور کا آغاز ہو گیا۔ اب عرب علماء اور عام لوگ اپنی آنکھوں سے خود دیکھیں گے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے افراد حقیقی مسلمان ہیں جو دفاع اسلام میں سب سے آگے اور قرآن مجید اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ ہم عربوں سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا تھا وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ کہ اس دن غور سے بات کو سنو جب ایک پکارنے والا قریب کی جگہ سے پکارے گا۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے کہا کہ اگر کوئی شخص کسی کے قریب ہو کر اسے بلائے تو وہ بعض دوسروں کی نسبتاً دور ہوگا۔ اور عام طور پر یہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص سارے عالم میں لوگوں سے مخاطب ہو اور بیک وقت ہر ایک کے قریب بھی ہو۔ لیکن ایم ٹی اے کے ہر گھر میں داخل ہونے کی وجہ سے ٹیلویژن کے ذریعہ گویا آسمانی منادی ہر ایک کو قریب سے بلا رہا ہے۔ پس ہم ان سے کہتے ہیں کہ اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَآءِ جَآءَ الْمَسِیْحُ جَآءَ الْمَسِیْحُ۔ ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ ندا ہر ایک کے قریب ہو چکی ہے۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے عرب ناظرین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مسیح موعود آئے تو خواہ برف کے پہاڑوں پر گھسٹتے ہوئے جانا پڑے تو جاؤ اور اس کی بیعت کرو کیونکہ وہ خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔

مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اس عظیم ہدیہ پر جو حضور نے عالم عرب کو عطا فرمایا ہے مَیں ان لاکھوں عربوں کی طرف سے جو mta-3 العربیہ کو دیکھ کر محظوظ ہوتے ہیں حضور انور کا اور اس چینل کے لئے تمام کام کرنے والوں کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ یہ چینل مخلص اور صداقت پسند لوگوں کو سچائی کی طرف کھینچ لائے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے سخت حالات کے بعد جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ چکی ہے بلکہ پاکستان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی پہلے سے بڑھ کر ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے اتنے احسانات ہیں تو کبھی بھی، کسی وقت بھی کسی کے دل میں بھی مایوسی کے خیالات نہیں آنے چاہئیں۔ بلکہ ان دنوں میں اہلِ ربوہ کو بھی اور اہلِ پاکستان کو بھی اپنی بے چینیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے دعاؤں میں بدل لینا چاہئے، دعاؤں میں ڈھال لینا چاہئے۔

حیا اور تقدس کے اظہار اور حفاظت کے ساتھ ساتھ جلسے میں شامل ہونے والے اپنی نمازوں کی بھی خاص طور پر حفاظت کریں۔ اذان کی آواز پر ہر ایک کا رُخ مسجدوں کی طرف ہونا چاہئے۔ اسی طرح جلسے کی کارروائی کے دوران بھی جلسے کو سننے کی بھر پور کوشش اور توجہ ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی بستی میں ایک روحانی ماحول کے تحت اتنی تعداد میں جمع کر کے ایک موقع پیدا کیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس سے اس کا فضل مانگیں۔ اس کے احسان کا شکر ادا کریں۔ پاکستان سے شامل ہونے والے خاص طور پر پاکستان میں احمدیوں کے حالات اور ملک کے حالات کے بارے میں بھی دعائیں کریں۔ اپنے اضطرار اور اضطراب کو دعاؤں اور آنسوؤں میں ڈھالنے کی انتہا کر دیں اور پھر پہلے سے بڑھ کر اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنالیں تاکہ ایک حقیقی انقلاب لانے والے بن جائیں۔

خدا تعالیٰ کی تقدیر کو جو احمدیت کی فتح کی تقدیر ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کی تقدیر ہے، جو دنیا کی اکثریت کو مسیح محمدی کی جماعت میں شامل کرنے کی تقدیر ہے، جو دوسری قوموں کی طرح پاکستانیوں پر بھی مسیح موعودؑ کی صداقت خارق عادت طور پر ظاہر ہونے کی تقدیر ہے۔ اس الٰہی تقدیر کو اپنی زندگی میں دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کی انتہا کرتے ہوئے مانگتے چلے جانا چاہئے۔

(جلسہ سالانہ قادیان کے حوالے سے جلسہ میں شامل ہونے والوں کو نہایت اہم نصائح)

مردان میں ہمارے ایک نوجوان مکرم شیخ عمر جاوید صاحب کو شہید کر دیا گیا۔شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 24/دسمبر 2010ء بمطابق 24/فتح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرہ:187)

انشاء اللہ تعالیٰ دو دن بعد 26 دسمبر کو قادیان میں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد قادیان کے جلسہ سالانہ میں اتنا پھیلاؤ اور وسعت کچھ سال تک نہیں رہی جو 47ء سے پہلے ہوتی تھی لیکن گزشتہ دو دہائیوں سے یہ جلسہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت وسیع ہو چکا ہے۔ 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورہ ہوا۔ کافی تعداد میں لوگ آئے، اُس کے بعد پھر زیادہ تعداد میں لوگوں کا آنا شروع ہو گیا۔ پھر 2005ء میں جب مَیں گیا ہوں اُس وقت بھی بہت بڑی تعداد آئی۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری بڑھ رہی ہے، گو اُتنی تو نہیں ہوتی جتنی 2005ء میں تھی لیکن بہرحال اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ چند دنوں سے جلسے کے انتظامات کے بارے میں قادیان سے رپورٹس وغیرہ آ رہی تھیں اُن رپورٹس کو دیکھنے سے ربوہ کے جلسوں کا تصور بھی سامنے آ گیا۔ یہ دن آج سے 27 سال پہلے ربوہ اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے عجیب روح پرور ماحول کے دن ہوتے تھے۔ جب ربوہ میں ہر طرف جلسے کے انتظامات کے لئے تیاریاں ہو رہی ہوتی تھیں۔ ہر طرف ایک شوق، جذبہ اور گہما گہمی نظر آتی تھی۔ ربوہ میں جو جماعت کے سکول تھے ان سکولوں میں افسر جلسہ سالانہ کے دفتر کی طرف سے ہر احمدی طالب علم کو ڈیوٹی فارم آتے تھے جو وہ پُر کرتا تھا کہ وہ کہاں ڈیوٹی دینا چاہتا ہے۔ اگر جلسے کی انتظامیہ کو کسی جگہ لگانے کی اپنی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی تھی، تو عموماً بچوں اور نوجوانوں کی اُن کی صوابدید پر ہی ڈیوٹیاں لگائی جاتی تھیں۔ ڈیوٹی چاہے اپنی مرضی کی ملے یا جلسے کی انتظامیہ اپنی ضرورت کے مطابق تفویض کرے، نوجوانوں میں خدمت اور ڈیوٹی دینے کا ایک عجیب جذبہ ہوتا تھا۔ ستائیس سال میں ایک نسل جو پیدا ہوئی اب بھر پور جوانی میں ہے، اور وہ جو نوجوان تھے، وہ انصار اللہ میں شامل ہو گئے، بلکہ پچپن سال سے اوپر کے انصار اللہ کی صفِ اول میں چلے گئے ہوں گے۔ جو بچے جوان ہوئے اُنہیں شاید ڈیوٹیوں کا تجربہ نہ ہو یا احساس نہ ہو اور ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ وہاں جلسے نہیں ہو رہے سوائے اُن گھروں کے جن میں جلسے کا ذکر چلتا رہتا ہے بلکہ مَیں امید کرتا ہوں کہ ربوہ کے جو پُرانے گھر ہیں، پُرانے رہنے والے ہیں اُن میں جلسے کا یہ ذکر چلتا رہتا ہوگا۔ اگر نہیں تو ذکر ہونا چاہئے تاکہ آنے والے بچے بھی اور نسل بھی اس ماحول اور اُس جذبے کو تازہ دم رکھیں۔ اس لئے نہیں کہ نئی نسل حسرت کرے بلکہ اس لئے کہ نئی نسل اپنے اندر ایک عزم پیدا کرے۔ مایوس نہ ہو بلکہ ایک عزم ہو کہ عارضی پابندیاں ہماری روح کو مردہ نہیں کر سکتیں، ہمیں مایوس نہیں کر سکتیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اس سے مانگتے چلے جانے میں روک نہیں بن سکتیں۔ ہمارے ایمان اور یقین کو ڈگمگا نہیں سکتیں کہ پتہ نہیں اب وہ دن دوبارہ دیکھنے نصیب بھی ہوں گے یا نہیں جب ہر بچہ بوڑھا اور جوان ایک جوش اور ایک ولولے سے اُس زمانے میں جلسے کی تیاریوں اور ڈیوٹیوں میں حصہ لیتا تھا۔ جب ہر جلسہ سننے والا اپنی روح کی سیرابی کے سامان کرتا تھا۔ یہ باتیں نئی نسل کو بھی علم ہونی چاہئیں۔ جو بعد میں پیدا ہونے والے بچے ہیں اُن کو بھی علم ہونی چاہئیں۔ بلکہ گزشتہ پندرہ سولہ سال میں جو بچے پیدا ہوئے وہ بھی اب جوان ہو گئے ہیں، اُن کو بھی پتہ ہونا چاہئے کہ جلسے کے دن کیسے ہوتے تھے؟ ربوہ جب ایک غریب دلہن کی طرح سجا کرتا تھا۔ بازار سجتے تھے۔ عارضی بازار بنتے تھے تاکہ لاکھوں کی تعداد میں آنے والے مہمانوں کی ضروریاتِ زندگی اُن کی پسند کے مطابق مہیا کی جا سکیں۔ سپیشل ٹرینیں اور بسیں آیا کرتی تھیں۔ ہر گھر اپنی بساط اور توفیق کے مطابق اپنے گھر کو مہمانوں کی آمد کے لئے صاف کرتا تھا۔ آرام دہ بنانے کی کوشش کرتا تھا، سجاتا تھا۔ گھروں کے صحنوں میں زائد رہائش کے لئے خیمے نصب کئے جاتے تھے کیونکہ اکثر گھر اتنے چھوٹے تھے کہ مہمانوں اور میزبانوں کی رہائش کا انتظام بغیر خیموں کے ممکن نہ تھا۔ بعض گھروں والے اپنے گھر کے سارے کمرے مہمانوں کے سپُرد کر دیتے تھے اور خود باہر صحنوں میں خیموں کے اندر چلے جاتے تھے۔ غرضیکہ قربانی کے عجیب نظارے ہوتے تھے جو اہلِ ربوہ دکھا

رہے ہوتے تھے۔ ہر چہرے پر خوشی ہوتی تھی کہ ہم مہمانوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ باتیں ہمیشہ کے لئے خواب و خیال نہیں بن گئیں۔ یہ ہمیں مایوس کرنے والی نہیں ہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ رونقیں دوبارہ قائم ہوں گی اور ضرور ہوں گی۔ ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں۔ اُس سے مانگتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ ہم تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کے حوالے سے قرآنِ کریم میں ذکر فرمایا ہے کہ مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (الحجر: 57) اور گمراہوں کے سوا اپنی رب کی رحمت سے کون مایوس ہوتا ہے؟ ہمیں یہ مایوسی تو نہیں کہ وہ دن لوٹ کر نہیں آئیں گے یا کس طرح آئیں گے؟ وہ دن تو جیسا کہ میں نے کہا انشاء اللہ لوٹ کر آئیں گے۔ کیونکہ ہمیں اُس خدا کی قدرتوں پر یقین ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''جب سختی اپنی نہایت کو پہنچ جاتی ہے اور کوئی صورت مخلصی کی نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اُس کا یہی قانونِ قدیم ہے کہ وہ ضرور عاجز بندوں کی خبر لیتا ہے''۔

(براہین احمدیہ ۔روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 664)

پس اگر ہم عاجزی دکھاتے ہوئے اُس سے مانگتے رہیں گے تو وہ ضرور مدد کو آتا ہے اور آئے گا۔ جب سب حیلے ختم ہو جاتے ہیں تو تب بھی حضرتِ توّاب کا حیلہ قائم رہتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِن بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ۔ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ (الشوریٰ: 29) اور وہی ہے جو مایوسی کے بعد بارش اتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے۔ وہی کارساز اور سب تعریفوں کا مالک ہے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کا روحانی زندگی میں بھی، جسمانی زندگی میں بھی عموم ہے۔ جب خدا تعالیٰ عمومی طور پر مایوس لوگوں کو رحمت سے نوازتا ہے تو جو مومن ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کہ اللہ تعالیٰ اُن کا ولی ہے جو ایمان لانے والے ہیں۔ جو سچے مومن ہیں اُن کو مایوسیوں میں نہیں ڈالتا بلکہ ایسے مومنوں کو جو اس کے آگے جھکنے والے ہیں، جو عاجزی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اُن کی ضرور خبر لیتا ہے، اُن کی مدد کے لئے ضرور آتا ہے۔ اپنی رحمت کو ان کے لئے وسیع تر کر دیتا ہے۔ جس کا اعلان اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (الشوریٰ: 27) اور مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے بہت بڑھا کر انہیں دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے نوازنے کے طریقے اور معیار انسانی سوچوں سے بہت بالا ہیں۔ پس جب ایسے خدا پر ہم ایمان لانے والے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حالات اور پُرانی یادیں ہمیں مایوس کریں۔ ہاں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے بعض اوقات انسان سمجھتا ہے کہ اب کوئی صورت مخلصی کی نہیں ہے۔ یعنی ایسی صورت جو انسانوں کے دائرہ اختیار میں ہو تب لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کی آواز آتی ہے۔ اور وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ کا نظارہ ایک عاجز انسان دیکھتا ہے۔

پس یہ ہمارا فرض ہے کہ اپنے دن اور رات دعاؤں میں صرف کریں۔ خاص طور پر ان جلسہ کے دنوں میں جلسے پر آئے ہوئے جو لوگ ہیں، جو شامل ہو رہے ہیں وہ اپنے قادیان میں قیام کے ہر لمحے کو دعاؤں میں ڈھال دیں۔ خاص طور پر پاکستان سے آئے ہوئے احمدی یاد رکھیں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کی رحمت سے گمراہوں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا۔ پس یہ مایوسی غیروں کا کام ہے۔ ہم تو گمراہوں میں شامل نہیں۔ ہم تو مہدی آخر الزمان کے ماننے والے ہیں۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے اس مسیح و مہدی کے ذریعے سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالا ہے۔ ہمیں تو گمراہی میں بھٹکنے کے بجائے صراطِ مستقیم پر چلنا سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً احمدی اس حقیقت کو جانتے ہیں تبھی تو ایمان کی مضبوطی کے ساتھ تکالیف بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان تکالیف کو جو انہیں مخالفینِ احمدیت پہنچاتے ہیں اُن کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔ تبھی تو اپنے شہداء کو بغیر جزع فزع کے باوقار طریقے سے دفنانے کے بعد، اُن کی تدفین کرنے کے بعد، دعائیں کرتے ہوئے اپنے گھروں کو لَوٹتے ہیں۔ اور پھر اپنے آنسو صرف اور صرف خدا کے آگے بہاتے ہیں۔ لیکن بعض اِکّا دُکّا، کوئی کوئی، پریشان بھی ہو جاتے ہیں جو اچھا بھلا دین کا علم رکھنے والے بھی ہیں اور بعض جماعت کے کام کرنے والے بھی ہیں۔ کہہ دیتے ہیں اور بعض مجھے لکھ بھی دیتے ہیں کہ یہ سختیوں کے دن لمبے ہوتے جا رہے ہیں۔ کل یا پرسوں کی باتیں ہوتی تھیں، یہ کل یا پرسوں تو ختم ہی نہیں ہو رہی۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ قوموں کی زندگی میں دنوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ قوموں کی عمر میں چند سال کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ ترقی کرنے والی قومیں صرف ایک محاذ کو نہیں دیکھتیں، ایک ہی طرف اُن کی نظر نہیں ہوتی، اُن کی نظر قوم کی مجموعی ترقی پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے سخت حالات کے بعد جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا بڑھ چکی ہے بلکہ پاکستان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی پہلے سے بڑھ کر ہے۔ ہاں بعض سختیاں بھی ہیں۔ بعض پابندیاں ہیں۔ جانی اور مالی نقصانات ہیں۔ خلیفہ وقت کو جماعت سے براہِ راست اور جماعت کو خلیفہ وقت سے بغیر کسی واسطے کے ملنے کی تڑپ بھی دونوں طرف سے ہے۔ وہ بیشک اپنی جگہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے اس کے لئے بھی نصف ملاقات کا ایک راستہ بھی ہمارے لئے کھول دیا ہے جو ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے سے انتظام فرمایا ہے۔ اگر پاکستان میں جلسے اور اجتماعات پر پابندیاں ہیں تو ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے سے ہی کئی جلسوں اور اجتماعات میں دنیا کا ہر احمدی بشمول پاکستانی احمدی شریک ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے باوجود پابندیوں کے روحانی مائدہ کو بند نہیں ہونے دیا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے اتنے احسانات ہیں تو کبھی بھی کسی وقت بھی کسی کے دل میں بھی مایوسی کے خیالات نہیں آنے چاہئیں۔ بلکہ ان دنوں میں اہلِ ربوہ کو بھی اور اہلِ پاکستان کو بھی اپنی بے چینیوں کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے دعاؤں میں بدل لینا چاہئے، دعاؤں میں ڈھال لینا چاہئے۔ مَیں اپنے تصور میں ربوہ کے جلسہ کے پُر رونق ماحول اور پاک ماحول کو لا کر غور کرتا ہوں، خدا تعالیٰ کی تقدیر کو جو احمدیت کی فتح کی تقدیر ہے اُس پر غور کرتا ہوں اور یہی ہر احمدی کا کام ہے۔ وہ تقدیر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو دنیا پر غالب کرنے کی تقدیر ہے۔ جو دنیا کی اکثریت کو مسیح محمدی کی جماعت میں شامل کرنے کی تقدیر ہے۔ جو دوسری قوموں کی طرح پاکستانیوں پر بھی مسیح موعود کی صداقت خارق عادت طور پر ظاہر ہونے کی تقدیر ہے۔ پس ہمیں اپنی دعاؤں میں ایک خاص رنگ پیدا کرتے ہوئے اس الٰہی تقدیر کو اپنی زندگی میں دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کی انتہا کرتے ہوئے مانگتے چلے جانا چاہئے۔

ربوہ کی رونق اور پاک ماحول سے میرے تصور میں ربوہ کی سڑکوں پر جلسہ گاہ جاتے اور آتے ہوئے لوگوں کا رش بھی آتا ہے۔ لیکن مجال نہیں کہ اُس رش میں کہیں دھکم پیل ہو رہی ہو۔ مردوں، عورتوں کو خود بھی احساس ہوتا تھا۔ اور اگر کہیں ذرا سی کوئی بات ہو بھی گئی تو اطفال اور خدام جو ڈیوٹی پر ہوتے تھے، جو راستے کی ڈیوٹی پر رہنمائی کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے وہ اُن کو توجہ دلا دیتے تھے اور توجہ دلانے پر فوراً اپنے اپنے راستے پر ہر کوئی چلتا تھا۔ لوگوں کا ایک مسلسل دھارا چل رہا ہوتا تھا۔ جس طرح پانی کا ایک بہاؤ ہوتا ہے، پانی کی ایک ندی بہہ رہی ہوتی ہے اس طرح لوگ جلسہ گاہ کی طرف جا رہے ہوتے تھے اور اسی طرح جلسہ ختم ہونے پر واپس آ رہے ہوتے تھے۔ سڑک کے ایک طرف مرد ہوتے تھے تو دوسری طرف عورتیں ہوتی تھیں۔ ہر مرد کو عورت کے تقدس کا خیال ہوتا تھا اور ہر عورت کو اپنی حیا کا پاس ہوتا تھا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کا راستہ کاٹ رہے ہوں یا کوئی ٹکراؤ کی صورت پیدا ہو جائے۔ پردے کی پابندی اور غضِّ بصر ہر طرف نظر آتا تھا۔

یہ نظارہ انسان کو مدینہ کی گلیوں میں بھی لے جاتا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اور مرد علیحدہ علیحدہ راستے اختیار کریں۔ عورتیں ایک طرف دیوار کے ساتھ ہو کر چلا کریں۔ تو اس کی اس قدر پابندی ہوتی تھی کہ روایت میں آتا ہے کہ بعض عورتیں اس قدر دیواروں کے قریب ہو کر چلتی تھیں کہ اُن کی چادریں بعض دفعہ دیواروں کے پتھروں میں الجھ کر اٹک جایا کرتی تھیں۔

(سنن ابی داؤد کتاب النوم باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطریق حدیث نمبر 5272)

تو یہ سب اس لئے تھا کہ اطاعت کا ایک اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنی حیا اور تقدس کو قائم رکھیں۔ تو یہ نظارے جیسا کہ میں نے کہا ہمیں ربوہ میں بھی جلسہ کے دنوں میں دیکھنے میں آتے تھے۔ اسلامی روایات کا نمونہ ربوہ میں آنے والے عموماً اور عام دنوں میں بھی اور جلسے کے دنوں میں خصوصاً دیکھتے تھے۔

قادیان میں بھی چھوٹی سڑکیں اور گلیاں ہیں۔ اس حوالے سے میں قادیان میں جلسے میں شامل ہونے والے لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ کیونکہ بہت سے پہلی دفعہ شامل ہو رہے ہوں گے۔ مختلف ممالک اور ماحول سے آئے ہوئے ہیں، بعض دفعہ اتنا خیال نہیں رہتا کہ اپنے اپنے راستے پر چلیں۔ بجائے اس کے کہ آپ کو ڈیوٹی والے کارکنان توجہ دلائیں، عورتیں اور مرد اپنے اپنے علیحدہ راستوں پر چلیں۔ قادیان کے بارے میں تو غیروں نے بھی آج سے اسّی نوّے یا سو سال پہلے یہ لکھا ہوا ہے کہ وہاں اسلامی تعلیم کا یا اسلامی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

قدروں کا یا اسلام کا ٹھیٹھ نمونہ نظر آتا ہے۔ تو یہ ٹھیٹھ نمونہ قادیان میں آج بھی قائم رہنا چاہئے جبکہ دور دور سے غیر بھی جلسے پر آئے ہوں گے۔

پس حیا اور تقدس کے اظہار اور حفاظت کے ساتھ ساتھ جلسے میں شامل ہونے والے اپنی نمازوں کی بھی خاص طور پر حفاظت کریں۔ اذان کی آواز پر ہر ایک کا رُخ مسجدوں کی طرف ہونا چاہئے۔ اسی طرح جلسے کی کارروائی کے دوران بھی جلسے کو سننے کی بھرپور کوشش اور توجہ ہونی چاہئے۔ جلسہ کوئی میلہ نہیں ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ وہاں اس وقت کی اطلاع کے مطابق چھ سات ہزار مہمان تو باہر سے آ چکے ہیں، اور بھی آئیں گے انشاء اللہ۔ تو ہر ایک جلسے کے تقدس کا بھی خیال رکھے۔ بلکہ پاکستان سے آئے ہوئے بہت سارے لوگ ہیں کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے براہِ راست بھی جلسے میں شامل ہو کر روحانی فائدہ اٹھانے کا موقع عطا فرمایا ہے۔ پس ایک حقیقی مؤمن کی طرح بھرپور فائدہ اٹھانے کی ہر ایک کو وہاں کوشش کرنی چاہئے۔

نصیحت اور ہدایت کی بات شروع ہوئی ہے تو اس طرف بھی توجہ دلا دوں کہ جلسہ میں شامل ہونے والے ہر فرد کے دل میں اور عمل میں قربانی کا بھی بھرپور اظہار نظر آنا چاہئے۔ نہ قیامگاہوں میں بدنظمی ہو۔ نہ کھانے کے اوقات میں بدنظمی ہو۔ نہ جلسہ گاہ میں داخل ہوتے ہوئے اور نکلتے وقت بدنظمی ہو۔ عموماً بدنظمی خود غرضی کی وجہ سے، اپنا حق پہلے لینے کی کوشش کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ پس اگر چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی باتوں تک قربانی دکھائیں گے تو کبھی بدنظمی نہیں ہو سکتی۔ اور بعض دفعہ بعض مفاد پرست یا حاسدین جو حسد کی وجہ سے خواہش رکھتے ہیں اور بعض دفعہ کوشش بھی کرتے ہیں کہ کسی طرح کسی انتظام میں بدنظمی پیدا کی جائے تا کہ اُن کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کا موقع مل جائے تو ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی احمدی کو کبھی اُن لوگوں کی خواہش کے مطابق اس قسم کا موقع فراہم نہیں کرنا چاہئے جس سے جماعت کی بدنامی اور سبکی ہو یا کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو۔ قادیان میں ہندو بھی رہتے ہیں، سکھ بھی رہتے ہیں، عیسائی بھی رہتے ہیں۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ ہر ایک کی عزت اور احترام کرے۔ عموماً وہاں کے رہنے والے لوگ بڑے اچھے ہیں۔ لیکن اگر کسی سے کوئی غلط بات ہو بھی جائے تو اپنے جذبات پر کنٹرول رکھیں۔ قادیان کے رہنے والوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ بعض دفعہ کسی مہمان کی غیرت کی وجہ سے میزبان یا وہاں کے رہنے والے جذبات میں آ جاتے ہیں، یا کوئی بات سن کر جذبات میں آ جاتے ہیں۔ تو کسی بھی قسم کا ایسا جذباتی اظہار نہیں ہونا چاہئے جس سے کسی بھی قسم کے فساد یا فتنے کا خطرہ پیدا ہو سکے۔ اسی طرح وہاں رہنے والے آپس میں سلام کو رواج دیں۔ چلتے پھرتے ایک دوسرے کو جانتے ہیں یا نہیں جانتے سلام کریں۔ تا کہ محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو اور مزید بڑھے۔

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ جلسے کے دن جہاں پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کے لئے خاص دن ہیں۔ انہیں دعاؤں میں گزاریں۔ جلسے پر پاکستان سے جو قادیان میں آئے ہوئے لوگ ہیں وہ بھی اور دوسرے ممالک سے آئے ہوئے لوگ بھی اور ہندوستان والے جو ہیں وہ بھی سب خاص طور پر ان دنوں کو دعاؤں میں گزاریں۔ شاملینِ جلسہ تو خاص طور پر اپنے ہر لمحے کو دعاؤں میں گزاریں اور گزار سکتے ہیں کیونکہ ان کا شامل ہونے کا تو اور کوئی مقصد نہیں ہے اور نہ ہی انہیں کوئی اور کام ہے سوائے اس کے کہ روحانی فیض حاصل کریں، اپنی تربیت کے سامان کریں۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کی بستی میں ایک روحانی ماحول کے تحت اتنی تعداد میں جمع کر کے ایک موقع پیدا کیا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس سے اس کا فضل مانگیں۔ اس کے احسان کا شکر ادا کریں۔ پاکستان سے شامل ہونے والے خاص طور پر پاکستان میں احمدیوں کے حالات اور ملک کے حالات کے بارے میں بھی دعائیں کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں یہ تسلی دلاتا ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ مجھے پکارو میں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔ اور جب ماحول میسر آ جائے تو اس سے بہتر اور کون سا ایسا موقع ہے جب ایک عاجز بندہ اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ آج کل سب سے زیادہ اضطرار کی کیفیت پاکستان کے احمدیوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں۔ پس ان دنوں میں اپنے اضطرار کو اللہ تعالیٰ کے حضور آنکھ کے پانی کے ذریعے بہائیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے حصہ پانے والے بنیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ۔ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ (سورۃ النمل آیت :63) یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "دعا کے اندر قبولیت کا اثر اس وقت پیدا ہوتا ہے جب وہ انتہائی درجے کے اضطرار تک پہنچ جاتی ہے۔ جب انتہائی درجہ اضطرار کا پیدا ہو جاتا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی قبولیت کے آثار اور سامان بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ پہلے سامان آسمان پر کئے جاتے ہیں اُس کے بعد وہ زمین پر اثر دکھاتے ہیں۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں بلکہ ایک عظیم الشان حقیقت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہو اسے چاہئے کہ دعا کرے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 618۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اپنی دعاؤں کے اثرات کو زمین پر دیکھنے کے لئے پہلے آسمان کے کنگرے ہلانے ہوں گے۔ آپ چند ہزار جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محرومیاں دور کرنے اور ایک خاص ماحول سے فیض اٹھانے کے لئے جلسہ میں شمولیت کا موقع عطا فرمایا ہے اپنے اس اضطرار کو صحیح رُخ دے کر اپنی مادّی اور روحانی زندگی کے سامان کرنے کی کوشش کریں۔ ڈیوٹی دینے والے بھی وہاں گئے ہوئے ہیں وہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ اُن کا مقصد صرف ڈیوٹی دینا ہے۔ بے شک یہ خدمت کریں لیکن چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے اپنی زبانوں کو ذکرِ الٰہی سے تر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

اس موقع سے جیسا کہ میں نے کہا، جلسے میں شامل ہونے والے صرف پاکستانیوں کا ہی فرض نہیں بلکہ ہر ایک کو بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے جو وہاں شامل ہو رہے ہیں۔ ماحول بھی میسر ہے تو اس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور جیسا کہ میں نے کہا پاکستانی خاص طور پر اپنے حالات کی وجہ سے جو ان میں اضطراری کیفیت ہے اُس کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں۔ پھر ایسے مضطر جو صرف اپنے لئے دعا نہیں کر رہے ہوتے بلکہ جماعت کے لئے دعا کر رہے ہیں اور دنیا میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے قیام کے لئے دعا کر رہے ہوں ایسے مضطروں کی دعا تو اللہ تعالیٰ ضرور سنتا ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ دنیا کی ہمدردی میں کسی بھی دین سے منسلک جو لوگ ہیں ان کو تباہی سے بچانے کے لئے بھی دعا کر رہے ہوں تو ایسے لوگوں کی دعا تو اللہ تعالیٰ ضرور سنتا ہے جن کو ہمدردی مخلوق بھی ہے، ہمدردی انسانیت بھی ہے اور ہمدردی دین بھی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ صرف یہی نہیں فرما رہا کہ میں تمہاری اضطراری کیفیت کی دعائیں قبول کر کے تمہاری تکلیفیں دور کر دوں گا۔ تمہاری ذاتی اور جماعتی تکالیف کو ختم کر دیا جائے گا۔ تمہیں تکلیفیں پہنچانے والوں کے ہاتھوں کو روک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تکلیف کا علاج صرف تکلیف دور کرنے سے نہیں فرما رہا بلکہ فرمایا کہ یَجْعَلُکُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْض کہ تمہیں زمین کا وارث بنا دے گا۔ پہلے بھی بنتا آیا ہے اور آئندہ بھی اس کی یہی تقدیر ہے۔ پس یہ تقدیرِ الٰہی ہے تو مایوسیوں کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ نہ صرف تکالیف دور ہو رہی ہیں بلکہ تمہیں تکلیفیں دور کرنے کے بعد زمین کا وارث بنایا جا رہا ہے۔ پس اپنی بیچارگی کے رونے نہ روؤ۔ یہ کل پرسوں کب آئے گی، اس کی باتیں نہ کرو۔ اگر تمہاری عاجزی اور اضطرار سے کی گئی دعائیں جاری رہیں تو یہ کل پرسوں تو تمہاری تکلیفیں دور کرتے ہوئے آ ہی جائے گی اور نہ صرف تکلیفیں دور کرتے ہوئے آئے گی بلکہ مخالفین کو تمہارا زیرِ نگین کرتے ہوئے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ پس اُس معبودِ حقیقی کے حضور جھکتے ہوئے اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر قسم کی مایوسیوں اور شرک، چاہے وہ شرکِ خفی ہی کیوں نہ ہو، اُس سے اپنے آپ کو بچائیں، اپنی نسلوں کو بچائیں پھر اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے ہم انشاء اللہ تعالیٰ فیض پاتے چلے جائیں گے۔ پس کیا ہی پیارا ہمارا خدا ہے جو کہتا ہے کہ اگر تم صرف میری خالص عبادت کرنے والے ہو تو میں تمہاری اضطرار سے کی گئی دعاؤں کو تمہاری مانگنے سے زیادہ پھل لگاتا ہوں۔ اس وہم میں بھی نہ رہو کہ پتہ نہیں ہمارا اضطرار اللہ تعالیٰ تک پہنچتا بھی ہے کہ نہیں؟ اللہ فرماتا ہے میں تو تمہارے بہت قریب ہوں۔ جو مَیں نے آیت تلاوت کی اس میں یہی فرما رہا ہے۔ اتنا قریب کہ جو خالص ہو کر ایک بندہ دعا کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کا جواب بھی دیتا ہوں۔ لیکن ایک شرط ہے کہ جو تم نے اضطرار سے دعائیں شروع کی ہیں اُن میں مستقل مزاجی رکھنا اور میرے احکامات پر عمل کرنا، میں جو باتیں کہتا ہوں ان پر لبیک کہنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"دعا اور اس کی قبولیت کے زمانے کے درمیانی اوقات میں بسا اوقات ابتلاء پر ابتلاء آتے ہیں اور ایسے ایسے ابتلاء بھی آ جاتے ہیں کہ کمر توڑ دیتے ہیں۔ مگر مستقل مزاج، سعید الفطرت ان ابتلاؤں اور مشکلات میں بھی اپنے رب کی عنایتوں کی خوشبو سونگھتا ہے اور فراست کی نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے بعد نصرت آتی ہے"۔

اب دیکھیں آپ فرماتے ہیں کہ خوشبو سونگھتا ہے۔ ہم تو من حیث الجماعت ان مخالفتوں اور تکلیفوں کے باوجود صرف خوشبو نہیں سونگھ رہے بلکہ اس کے پھل کھا رہے ہیں۔ بے شک ہم اپنی ہر جانی قربانی اور شہادت پر افسوس کرتے ہیں، غمزدہ بھی ہوتے ہیں، دکھ بھی ہوتا ہے، تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن یہ شہادتیں، یہ قربانیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر جماعت کو پھلوں سے لاد رہی ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ: "ان ابتلاؤں کے آنے میں ایک سِر یہ بھی ہوتا ہے کہ دعا کے لئے جوش بڑھتا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہے کیونکہ جس جس قدر اضطرار اور اضطراب بڑھتا جاوے گا اُسی قدر روح میں گدازش ہوتی جائے گی۔ اور یہ دعا کی قبولیت کے اسباب میں سے ہے۔ پس کبھی گھبرانا نہیں چاہئے اور بے صبری اور بے قراری سے اپنے اللہ پر بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے کہ میری دعا قبول نہ ہوگی یا نہیں ہوتی۔ ایسا وہم اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار ہو جاتا ہے کہ وہ دعائیں قبول فرمانے والا ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 618۔ مطبوعہ ربوہ)

یعنی اگر یہ ہوگا کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سے آپ انکار کر رہے ہیں کہ وہ دعائیں قبول فرماتا ہے۔

پس آج پاکستان کے احمدیوں سے زیادہ اس بات کو کون جان جاسکتا ہے یا ہندوستان کے بعض علاقوں کے وہ احمدی جن پر ظلم اور سختیاں ہو رہی ہیں یا دنیا کے بعض دوسرے ممالک کے احمدی جو سختیوں اور تکلیفوں سے گزر رہے ہیں، اُن سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ اضطرار یا اضطراب کیا ہوتا ہے؟ پس جب اضطرار پیدا ہو جائے تو دعاؤں کی قبولیت کا وقت بھی قریب ہوتا ہے۔ اس حوالے سے آج میں جلسے میں شامل ہونے والے تمام شاملین اور پاکستانی احمدیوں سے کہتا ہوں جن کو مسیح محمدی کی بستی میں جلسے میں شمولیت کا موقع مل رہا ہے کہ اپنے اضطرار اور اضطراب کو دعاؤں اور آنسوؤں میں ڈھالنے کی انتہا کر دیں اور پھر پہلے سے بڑھ کر اپنی زندگیوں کا مستقل حصہ بنالیں تا کہ ایک حقیقی انقلاب لانے والے بن جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: "دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس نے دعا کی تعلیم نہیں دی۔ یہ دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے"۔ (بندے اور خدا میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے)۔ "اس راہ میں قدم رکھنا بھی مشکل ہے لیکن جو قدم رکھتا ہے پھر دعا ایک ایسا ذریعہ ہے کہ ان مشکلات کو آسان اور سہل کر دیتا ہے۔......... جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اَور ہی انسان ہو جاتا ہے۔ اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے۔ اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہو کر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کر لیتا ہے۔ خدا کے لئے ان سختیوں کو جو دوسرے برداشت نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جاوے برداشت کرتا ہے تب خدا تعالیٰ جو رحمان رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اُس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 492 مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی دعائیں کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے اور ہماری دعاؤں کو قبولیت بھی عطا فرمائے۔ ہماری کلفتوں کو دور فرمائے اور جلد اس کو سرور میں بدل دے۔ ہمارا شمار ہمیشہ ان بندوں میں رکھے جن پر ہر وقت اس کے پیار کی نظر پڑتی رہتی ہے۔

آج بھی ایک افسوس ناک خبر ہے۔ مردان میں ہمارے ایک نوجوان مکرم شیخ عمر جاوید صاحب کو کل شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ شہید مرحوم اپنے والد مکرم شیخ جاوید احمد صاحب اور اپنے چچازاد بھائی شیخ یاسر محمود صاحب ابن مکرم شیخ محمود احمد صاحب شہید کے ہمراہ کار میں اپنی دکان سے شام کو پونے سات بجے کے قریب گھر واپس آ رہے تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار حملہ آوروں نے تعاقب کر کے فائرنگ کر دی۔ شہید مرحوم عمر جاوید صاحب پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن کے سر اور کمر میں گولیاں لگی ہیں جس سے ان کی موقع پر شہادت ہوگئی۔ جبکہ اگلی سیٹ پر موجود شہید مرحوم کے والد اور شیخ جاوید احمد صاحب کے بازو پر گولی لگی جس سے وہ زخمی ہوگئے۔ ڈرائیو کرنے والے شیخ یاسر محمود کو شیشے کے ٹکڑے ہاتھ پر لگنے سے زخم آئے۔ دونوں زخمی جو تھے ان کو تو ابتدائی طبی امداد کے بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ اللہ کے فضل سے ٹھیک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پیچیدگیوں سے بھی بچائے اور جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ گاڑی پہ کُل تقریباً کوئی سترہ اٹھارہ گولیاں لگی ہوئی تھیں جو نشانات ملے ہیں۔ بہرحال ملزمان جو تھے، جو مجرم تھے وہ تو اس کے بعد فرار ہو گئے لیکن وہاں سرحد میں ابھی تک یہ شرافت ہے کہ وزیرِ اعلیٰ کے والد صاحب محمد اعظم خان ہوتی زخمیوں کی عیادت کے لئے بھی آئے اور پھر ان کے ہسپتال کے سٹاف کو ہدایات بھی دیں کہ ان کا صحیح علاج کیا جائے۔ اور شہید مرحوم کے گھر تعزیت کرنے بھی گئے۔

یہ خاندان جو ہے اس کے شیخ نیاز دین صاحب نے 1907ء میں بیعت کی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ شیخ شہید مرحوم کے دادا شیخ نذیر احمد صاحب تھے جنہوں نے بعد میں 1932ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے میں بیعت کی ہے۔ اور ان کے بارہ میں پہلے بھی مَیں بتا چکا ہوں کہ شہید مرحوم کے چچا اور سسر شیخ محمود احمد صاحب سات بھائی تھے۔ اس خاندان میں پہلے بھی شہید ہو چکے ہیں۔ مردان کی مسجد پر جو خودکش حملہ ہوا تھا اُس میں شہید مرحوم کے چچازاد بھائی شیخ عامر رضا ابن مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب شہید ہوئے تھے۔ اور بعد میں ان کے چچا شیخ محمود احمد صاحب کو 8/نومبر 2010ء کو معاندین نے شہید کیا تھا۔ اس وقت جو فائرنگ ہوئی تھی اس میں ان کا ایک بیٹا زخمی ہوا تھا۔ 1974ء میں بھی ان کے خاندان کا ایک فرد جن کا رشتہ سسرالی رشتہ تھا وہ شہید کئے گئے تھے تو اس خاندان میں 1974ء سے شہادتوں کا سلسلہ چل رہا ہے لیکن پھر بھی یہ تمام مشکلات اور مصائب کا سامنا کر رہے ہیں اور پورا خاندان بڑی بہادری کے ساتھ یہ مقابلہ کر رہا ہے۔

پچھلی شہادت پہ میرا خیال ہے کہ میری ان سے بھی بات ہوئی تھی کیونکہ سارے افراد سے ہوئی تھی تو ان سے بھی ہوئی ہوگی اور بڑے ہمت اور حوصلے سے تمام اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔

مرحوم کے چچا اور سسر مکرم شیخ محمود احمد صاحب شہید اور ان کے سب بھائی مختلف اوقات میں بیس سے زائد مختلف جماعتی مقدمات کے حوالے سے اسیرِ راہِ مولیٰ بھی رہ چکے ہیں۔ شہید مرحوم کے دو چچاؤں کو ایک جماعتی مقدمے میں عدالت نے پانچ سال قید کی سزا سنائی تھی جبکہ اس جرم کی سزا ہی زیادہ سے زیادہ تین سال ہے۔ بہرحال ہائی کورٹ نے بعد میں ان کو بَری کر دیا تھا۔ اسی طرح مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ان کے خاندان میں اغوا بھی ہوتے رہے ہیں۔ ان کی دکان پہ جو کاروبار ہے وہاں ایک بم بلاسٹ بھی ہوا تھا۔ اپنے چچا کے ساتھ ہی کاروبار میں شریک تھے۔ ناظم خدمتِ خلق ضلع مردان تھے۔ محاسب تھے۔ بہرحال احتیاط تو یہ عموماً کیا کرتے تھے۔ مَیں نے ان کو کہا بھی تھا کہ سرِ شام ہی اپنا کاروبار بند کر کے آ جایا کریں لیکن بہرحال اس دن یہ آ رہے تھے، اپنے گھر کے قریب پہنچے اور گھر سے قریباً تین چار سو گز کے فاصلے پر تھے تو ان پر فائرنگ کی گئی اور یہ شہید ہوگئے۔ سال، دو سال پہلے ان کی شادی ہوئی تھی۔ ان کی اہلیہ ہیں ان کے ہاں بچے کی پیدائش بھی ہونے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی صحت سے رکھے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور تمام لواحقین کو صبر اور حوصلہ و ہمت عطا فرمائے۔

ابھی نماز کے بعد انشاء اللہ ان کا نمازِ جنازہ غائب ادا کروں گا۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

بقیہ: پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم از صفحہ نمبر 16

ادھوری چھوڑنے پر مجبور ہوگئیں یعنی اپنے B Sc کے چھٹے سمسٹر میں تعلیم ختم کرنے پر ان کی گزشتہ کئی برسوں کی تمام محنت اکارت گئی۔

❁......احمدیہ مسجد پر حملہ۔

لاہور میں مغل پورہ کے علاقہ گنج بازار میں واقع احمدیہ مسجد پر مورخہ 18 نومبر کی رات دس بجے کئی نامعلوم مسلح افراد نے بلااشتعال فائرنگ شروع کر دی اس موقع پر مسجد کے اندر سیکورٹی گارڈ اور چند نوجوان بھی موجود تھے ان میں سے ایک خادم نے جب جواباً ہوائی فائر کیا تو وہ حملہ آور مزید آگے نہ بڑھے اور فرار ہوگئے۔

فوراً اطلاع کئے جانے پر پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی۔ انہیں سی سی ٹی وی ریکارڈنگ مہیا کی گئی جس کا تجزیہ کرنے پر ایک حملہ آور کی شناخت بھی ہوگئی۔ وہ ایک مقامی شخص "ظہیر فوجی"، تھا جس کو گرفتار کر کے ایف آئی آر درج کر لی گئی۔ اس واقعہ کی اطلاع ملنے پر الیکٹرونک میڈیا اور دیگر صحافی بھی موقع پر پہنچے مگر ان میں سے بعض نے اس سارے حملہ کو دو مقامی گروپوں کی ذاتی لڑائی کے طور پر پیش کیا۔ پولیس نے بھی آغاز میں یہی پہلو اختیار کیا مگر پولیس کی تفتیش تاحال جاری ہے۔

یاد رہے کہ مغل پورہ لاہور کی جماعت ایک عرصہ سے غیر احمدی مولویوں کی شدید مخالفت اور دشمنی کی زد پر ہے۔ غالباً اس حملہ سے وہ احمدیوں کو یہ باور کروانا چاہتے تھے کہ یہ احمدی ابھی بھی ان کا ہدف ہیں۔ پولیس نے اس سارے واقعہ پر اپنی ابتدائی تفتیش کے بعد پنجاب کے دیگر اضلاع میں بھی احمدیوں کو مزید احتیاط برتنے کا مشورہ دیا ہے۔

❁......ذاتی جھگڑوں میں "توہین رسالت" کے قانون کا استعمال۔

زیرِ نظر واقعہ سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اس وقت کس طرح کھلے بندوں پاکستان میں بے ضمیر لوگ اپنے ذاتی جھگڑوں میں توہین رسالت کے قانون کی آڑ میں اپنے مخالفین کو نشانہ بنا رہے ہیں۔

مورخہ 21 نومبر کو ضلع حیدر آباد کے علاقے "گوٹھ چوہدری سلطان"، میں یہ مشہور کیا گیا کہ کسی نے قرآن پاک کے اوراق پھاڑ کر مقامی مسجد کے اندر پھینکے ہیں۔ اسی گاؤں میں چند احمدی گھرانے بھی آباد ہیں۔ لوگ فوری طور پر تھانے گئے اور مطالبہ کیا کہ احمدیوں کے خلاف 295B کی دفعہ کے تحت توہین کا مقدمہ درج کیا جائے اور پولیس نے تحقیقات کا آغاز کر دیا۔

اگلے روز دن کے تقریباً گیارہ بجے مخالفین نے احمدیوں کے گھروں کے قریب جمع ہو کر ہوائی فائرنگ شروع کر دی۔ احمدیوں نے پولیس کی اطلاع کی۔ پولیس نے آمد پر سب کو پرامن رہنے کا کہا۔ پولیس کے جانے کے بعد ان مسلح لوگوں نے پھر فائرنگ شروع کر دی۔ پولیس کے واپس آنے پر وہ سب فرار ہوگئے۔ خوش قسمتی سے ان لوگوں کی فائرنگ سے کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

مزید معلومات یہ ہیں کہ اس گاؤں میں احمدی خاندان زرعی زمین کے ایک بڑے حصہ کے مالک ہیں اور ان کے ساتھ ہی دوسری زرعی زمین ایک ایسے قبائلی سردار کی ملکیت ہے جو ایک معروف پاکستانی سیاست دان کے قریبی ساتھی ہیں۔ قبل ازیں ان احمدیوں پر اپنی زرعی زمین اس سردار کے پاس بیچنے کے لئے دباؤ ڈالا گیا مگر احمدی اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔ غالباً یہ وہ واحد کڑی ہے جس سے اس سارے حادثہ کے پس منظر کو باآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

❁......احمدی پرنسپل کو عقیدہ کی بنا پر عہدہ سے ہٹا دیا گیا۔

ضلع سیالکوٹ کے علاقے اسلام نگر میں ایک سرکاری سکول کے احمدی پرنسپل صاحب کو محض عقیدہ کی بناء پر ان کے عہدہ سے ہٹا کر ایک جونیئر غیر احمدی استاد کو ادارہ کا پرنسپل بنا دیا گیا۔ اور نئے پرنسپل نے تعلیمی ادارہ میں احمدیت مخالف پروپیگنڈا تیز کر کے سارا تعلیمی ماحول مکدر بنا دیا جس سے اس سکول کے دیگر دو احمدی اساتذہ کی مشکلات میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔

(باقی آئندہ)

ذکرِ حبیب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

((صاحبزادہ) مرزا غلام احمد ۔ ربوہ)

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام:

”یَاآدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ“۔

اے آدم تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

”یَااَحْمَد اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔

اے احمد تو مع اپنی زوجہ کے بہشت میں داخل ہو۔

(روحانی خزائن جلد 15 تریاق القلوب صفحہ 288)

۞......حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”مَیں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت اُمُّ المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا۔ بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک (Ideal) آئیڈیل جوڑے کی ہونی چاہئے۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا صفحہ231)

۞......مائی امام بی بی صاحبہ جو اپنے خاوند حضرت ٹھیکیدار محمد اکبر کی وفات کے بعد حضور کے گھر رہتی تھیں فرماتی ہیں:

”ہم نے کبھی حضرت اُمُّ المومنین کو نہیں دیکھا کہ کسی بات پر بھی حضرت صاحب سے ناراض ہوئی ہوں۔ حضرت صاحب کا ادب کرتیں اور آپ کو خوش رکھتیں۔ ابتداء میں حضرت صاحب صرف تین روپے جیب خرچ دیا کرتے۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یہ کم ہیں۔ شکر گزاری سے لے لیتیں۔“ (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا صفحہ 414-415)

برصغیر پاک و ہند اور خاص کر پنجاب کے دیہی معاشرہ میں آج کل بھی عورت کو ایک کم عقل، کم علم اور کم درجہ کی مخلوق کی حیثیت دی جاتی ہے اور زندگی کی اہم باتوں میں اس کی رائے کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی حتّٰی کہ خاندانی یا گھریلو معاملات میں بھی اس سے مشورہ کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی بات سنتا اور اس کو مانتا ہو تو اسے زن مرید کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ اور آج کے دور میں بھی صورت حال یہ ہے کہ ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو گھر سے باہر بیوی کے قدم بقدم چلنا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں اس لئے بیوی سے دو چار قدم آگے رہتے ہیں۔

اس کے مقابل پر حضور علیہ السلام کے خاندان کی آج سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل بھی کیا کیفیت تھی۔ حضور کے سوانح نگار حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ حضور کی والدہ ماجدہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

” حضرت والدہ مکرمہ کی دور اندیشی، معاملہ فہمی مشہور تھی۔ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم کے لئے وہ ایک بہترین مشیر اور غمگسار تھیں اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب باوجود اپنی ہیبت اور شوکت اور جلال کے حضرت مائی صاحبہ کی باتوں کی بہت پرواہ کرتے تھے اور ان کی خلاف مرضی خانہ داری کے انتظامی معاملات میں کوئی بات نہیں کرتے تھے۔“ (حیات احمد صفحہ 171)

حضرت شیخ صاحب اپنی اس رائے کی تائید میں حضور علیہ السلام کی ہمشیرہ حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”بی بی مراد بیگم صاحبہ...... جو بجائے خود ایک صاحب حال اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت وہ عین عنفوان شباب میں بیوہ ہوگئیں اور قادیان آگئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کی زندگی ایک خدا پرست خاتون کی زندگی تھی۔ حضرت مائی صاحبہ...... اس خدا پرست خاتون کے لئے ...... بہت درد منداور محبت سے لبریز دل رکھتی تھیں اور ان کی بیوگی کے زمانہ میں اپنی ذمہ داری کی خصوصیات کو محسوس کرتی تھیں۔ ان حالات میں انہوں نے حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کو مشورہ دیا کہ زنان خانہ میں وہ ہمیشہ دن کو تشریف لایا کریں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب مرحوم کا اس کے بعد معمول ہو گیا کہ وہ صبح کو اندر جاتے اور گھر کے ضروری معاملات پر مشورہ اور ہدایات کے بعد باہر آجاتے۔“

(حیات احمد صفحہ 172)

اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس زمانہ میں شرفاء کا دستور یہ ہوتا تھا کہ ان کا زنانہ مکان اور مردانہ مکان علیحدہ علیحدہ ہوتے تھے۔ رہائش تو زنانہ مکان میں ہی ہوتی تھی اور رات بھی وہاں گزاری جاتی تھی۔ دن کے اوقات میں مرد عموماً مردانہ میں ہی رہتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب اپنی حرم کے مشورہ کے مطابق اپنی بیٹی حضرت بی بی مراد بیگم صاحبہ کی بیوگی کے پیش نظر رات بھی مردانہ حصہ مکان میں ہی گذارتے تھے۔ اس جگہ اس بات پر بحث کا موقعہ نہیں کہ یہ طریق درست یا مناسب تھا۔ مقصود صرف یہ دکھانا ہے کہ زمانہ کے حالات کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں بیویوں کی رائے کو اہمیت اور وقعت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے مشورہ پر عمل بھی کیا جاتا تھا۔

کچھ یہی کیفیت ہمیں حضور علیہ السلام کے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی عائلی زندگی میں نظر آتی ہے۔ آپ کی بیگم حُرمت بی بی صاحبہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تائی ہونے کی وجہ سے جماعت میں تائی کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہیں بہت جاہ وجلال والی خاتون تھیں اور 1868ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت چراغ بی بی صاحبہ کی وفات کے بعد تو گویا وہ گھر کی مختار کُل ہو گئی تھیں اور ایک رنگ میں خاندان پر حکومت کرتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی خاندان کے فرد تھے اور اسی ماحول میں اور ان روایات کے مطابق ہی پروان چڑھے تھے اس لئے آپؑ کا سلوک بھی اپنی زوجہ اوّل کے ساتھ مثالی تھا۔ آپ باوجود اس بات کے کہ دنیا داری کے کاموں میں آپ کو کوئی شغف نہ تھا اور اپنا سارا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارنا آپ کے دل کی تمنا اور آپ کا معمول تھا اپنی زوجہ کا ہر ممکن حد تک خیال رکھتے تھے اور اس امر کے باوصف کہ آپ کی زوجہ اوّل دیگر رشتہ داروں کی طرف زیادہ میلان رکھتی تھیں اور اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی اس رنگ میں ذہنی ہم آہنگی اور موافقت نہ تھی لیکن پھر بھی حضور ان کے ساتھ محبت، نرمی اور ملاطفت کے ساتھ پیش آتے اور ان کا خیال رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس زمانہ میں شرفاء کے خاندانوں میں رواج تھا کہ مرد عام طور پر مردانے میں رہتے تھے اسی طریق کے مطابق حضور بھی مردانے میں ہی رہتے تھے لیکن اپنی زوجہ اوّل کی خاطر آپ نے زنانہ گھر میں مردانے کا دروازہ بنوایا تا کہ وہ آپ سے سہولت کے ساتھ رابطہ کر سکیں اور مل سکیں۔

اپنی زوجہ کے ساتھ حضور کا سلوک خاندانی ماحول اور روایات کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے اور بھی زیادہ بہتر اور زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے کہ حضور اپنے ایمان کی رو سے یہ بات ضروری سمجھتے تھے کہ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے کیونکہ یہ خدا کی تعلیم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ اور جیسا کہ حضور خود فرماتے ہیں کہ من تربیت پذیر زربِّ مہیمنم۔ آپ کی تربیت خدا تعالیٰ نے خود فرمائی اس لئے آپ کے سلوک میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی نسبت زیادہ ملائمت اور زیادہ حُسن نظر آتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی دوسری شادی کے بعد بھی جو حضور کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر کرنا پڑی تھی حضور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے اور ان کے اخراجات وغیرہ باقاعدہ ادا فرماتے رہے۔ حتّٰی کہ محمدی بیگم والا واقعہ پیش آ گیا جس میں حضور کے رشتہ داروں نے حضور سے اپنے تعلقات ختم کر لئے اور آپ کی زوجہ اوّل نے بھی قطع تعلقی میں اپنے دیگر رشتہ داروں کا ساتھ دیا۔ لیکن ان کی طرف سے مخالف رشتہ داروں کا ساتھ دینے کے باوجود بھی حضور نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے توسط سے ان کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ

”ایک دفعہ مرزا سلطان احمد صاحب کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آ کر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا ...... تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں یہ جا کر دے آؤ۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ...... اپنی طرف سے...... کچھ مدد کر دیا کروں۔“

(سیرت المہدی حصہ اوّل روایت نمبر42)

رشتہ داروں کی طرف سے قطع تعلقی کے بعد کی بات ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ذکرِ حبیب میں تحریر فرماتے ہیں:

” جبکہ میں ہنوز جموں میں ملازم تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک خط میرے نام قادیان سے آیا کہ مرزا فضل احمد صاحب جموں میں محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔ بہت دنوں سے گھر میں اس کا کوئی خط نہیں آیا اور اس کی والدہ بہت گھبرا رہی ہے۔ آپ اس کا حال اور خیریت دریافت کر کے بواپسی ڈاک ہمیں اطلاع دیں۔ پھر دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ایک خط آیا تھا اور ہر دو دفعہ حال دریافت کر کے لکھا گیا۔ یہ غالباً 94-1893ء کا واقعہ ہے۔“ (ذکر حبیب صفحہ 21,20)

حضرت اُمُّ المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور کی شادی خاص الٰہی تحریک اور منشاء کے تحت ہوئی چنانچہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ الہام ہوا ”مَیں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہاری ایک اور شادی کروں۔ یہ سب سامان میں خود ہی کروں گا اور تمہیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی۔“

(شحنۂ حق ۔روحانی خزائن جلد2 صفحہ 383)

نیز فرماتے ہیں کہ ”مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں تب یہ الہام ہوا کہ:

ہر چہ بائید نوعروسی راہمہ ساماں کنم

وانچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔“

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ247)

1881ء میں ہونے والے ان الہامات کے مطابق دہلی کے ایک شریف اور مشہور خاندانِ سادات میں آپ کی شادی ہوگئی اور 1884ء میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا دلہن بن کر قادیان تشریف لے آئیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس شادی کے بعد حضور علیہ السلام کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ 1884ء کا سال ہی وہ سال ہے جس میں حضور نے اپنے دعویٰ مجددیّت کا اعلان فرمایا اور اس لحاظ سے بھی کہ یہ شادی خدا تعالیٰ کی مشیت اور اس کے حکم پر ہوئی تھی اور جس سے شادی ہوئی تھی اس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ”اُشْکُر نِعْمَتِی رَئَیْتَ خَدِیْجَتِی“ کہ میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ اس حکم الٰہی کی تعمیل میں حضور کا سلوک حضرت اماں جان کے ساتھ اور بھی نمایاں اور مثالی اور حد درجہ محبت اور دلداری کا حامل ہوتا تھا۔ اور چونکہ آپؑ کو یہ احساس تھا کہ آپ کی زندگی کے اس مبارک دور کے ساتھ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو ایک نسبت خاص ہے اس لئے آپ ان کے ساتھ معمول سے بہت بڑھ کر محبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور اس بات کا احساس حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا کو بھی تھا۔ چنانچہ آپ بھی ایک حق کے رنگ میں اور محبت کے انداز میں بہت ناز کے ساتھ حضور علیہ السلام سے کہا کرتی تھیں کہ میرے آنے کے ساتھ ہی یہ برکتیں آپ کی زندگی میں آئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی مسکراتے اور اس پر صاد کرتے ہوئے اس بات کی تصدیق فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں ایک جوڑا بابرکت ہوا جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے چنا۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے شادی سے پیشتر اس شادی کے بابرکت ہونے کی اطلاع الہام کے ذریعہ دی۔ اس خاندان کے بابرکت ہونے کی خبر دی اور پھر فرمایا: یٰـآدمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ۔ یہ شادی کی طرف ہی اشارہ تھا۔ اس میں بتایا گیا کہ جیسے اس آدم کے لئے جنت تھی اسی طرح

تیرے لئے بھی جنت ہے۔ مگر اُس حوا نے تو آدم کو جنت سے نکلوایا تھا۔ لیکن یہ حوّا جنت کا موجب ہوگی۔

"مجھے خوب یاد ہے اس وقت تو برا محسوس ہوتا تھا لیکن اب اپنے زائد علم کے ماتحت اس سے مزا آتا ہے۔ اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی مگر یہ خدا کا فضل تھا کہ باوجودیکہ لکھنے پڑھنے کی طرف توجہ نہ تھی جب سے ہوش سنبھالی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل یقین اور ایمان تھا۔ اگر اس وقت والدہ صاحبہ کوئی ایسی حرکت کرتیں جو میرے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کے شایان نہ ہوتی تو میں یہ نہ دیکھتا کہ ان کا میاں بیوی کا تعلق ہے اور میرا ان کا ماں بچہ کا تعلق ہے بلکہ میرے سامنے پیر اور مرید کا تعلق ہوتا حالانکہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کچھ نہ مانگتا تھا۔ والدہ صاحبہ ہی میری تمام ضروریات کا خیال رکھتی تھیں۔ باوجود اس کے والدہ صاحبہ کی طرف سے اگر کوئی بات ہوتی تو مجھے گراں گزرتی۔ مثلاً خدا کے کسی فضل کا ذکر ہوتا تو والدہ صاحبہ کہتیں میرے آنے پر ہی خدا کی یہ برکت نازل ہوئی ہے۔ اس قسم کا فقرہ میں نے والدہ صاحبہ کے منہ سے کم از کم سات آٹھ دفعہ سنا اور جب بھی سنتا گراں گزرتا۔ مَیں اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سمجھتا لیکن اب درست معلوم ہوتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس فقرہ سے لذت پاتے تھے کیونکہ وہ برکت اسی الہام کے تحت ہوئی کہ یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ ۔ ایک آدم تو نکاح کے بعد جنت سے نکالا گیا تھا لیکن اس زمانہ کے آدم کے لئے نکاح جنت کا موجب بنایا گیا ہے۔ چنانچہ نکاح کے بعد ہی آپ کی ماموریت کا سلسلہ جاری ہوا۔ خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی عظیم الشان پیشگوئیاں کرائیں اور آپ کے ذریعہ دنیا میں نور نازل کیا اور اس طرح آپ کی جنت وسیع ہوتی چلی گئی۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ پہلے آدم کے لئے جو جوڑا منتخب کیا گیا وہ صرف جسمانی لحاظ سے تھا مگر اس آدم کے لئے جو چنا گیا یہ روحانی لحاظ سے بھی تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ۔ ارواح میں ایک دوسرے سے نسبت ہوتی ہے جب ایسی ارواح مل جائیں تو ان کے جوڑے بابرکت ہوتے ہیں۔

(خطبات محمود جلد سوم صفحہ 245,246 خطبہ نکاح حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ)

یہ بات کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت امّاں جان کے ساتھ ایک خاص تعلق جو کامل محبت اور کامل یگانگت پر مبنی تھا رکھتے تھے اس کا علم گھر کے ماحول تک محدود نہ تھا۔ بلکہ آپ کے زمانہ میں احبابِ جماعت پوری طرح اس سے آگاہ تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کے ساتھ کسی گھریلو معاملہ پر کچھ اختلاف ہو گیا اور حضرت مفتی صاحب اپنی بیوی پر کچھ ناراض ہوئے۔ مفتی صاحب کی بیوی نے اس ناراضگی کا ذکر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ کیا۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ بہت معاملہ فہم بھی تھے اور آپ کی طبیعت میں مزاح بھی تھا۔ آپ نے اس بارہ میں اپنی بیوی سے سن کر مفتی صاحب سے فرمایا "مفتی صاحب جس طرح بھی ہو اپنی بیوی کو منا لیں۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ آج کل ملکہ کا راج ہے"۔ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کا اشارہ اس طرف تھا کہ جہاں ہندوستان پر ایک عورت ملکہ وکٹوریہ کی حکومت ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گھریلو معاملات میں حضرت اماں جان کی بات مانتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب بھی حضرت مولوی صاحب کے اس پُرحکمت اور پُرمزاح کلام کو سمجھ گئے اور جا کر اپنی بیوی کو منا لیا اور اس طرح گھریلو ماحول خوشگوار ہو گیا۔

(ذکر حبیب طبع جدید صفحہ 253 مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ سلوک اس زمانہ کے دستور اور ماحول کے اس قدر مخالف تھا کہ بقول حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ:

"اس بات کو اندرون خانہ کی خدمت گار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع کی زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں اور زمانہ اور اپنے گرد وپیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ 'مرجا بیوی دی گل بڑی مندا ہے'۔" (یعنی مرزا صاحب اپنی بیوی کی بات بہت مانتے ہیں)۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صفحہ 17)

دراصل حضور علیہ السلام کی دوسری شادی خدا کی خاص تقدیر اور حکمت کے تحت اللہ تعالیٰ نے کرائی تھی۔ 1882ء میں ماموریت کے اعلان اور 1884ء میں مجددیّت کے دعویٰ کے ساتھ حضور علیہ السلام کی زندگی میں جو موڑ آیا تھا اس کا تقاضا تھا کہ آپ کو ایک ایسی رفیقۂ حیات ملے جو اس اہم ذمہ داری میں آپ کا قدم بقدم ساتھ دے سکے اور اس ذمہ داری کو وہی خاتون ادا کر سکتی تھیں جن کی تربیت خدا تعالیٰ کے خاص منشاء کے تحت کی گئی ہو۔ اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم کا انتخاب فرمایا۔ آپ کی پیدائش 1865ء کی ہے۔ گویا حضور سے شادی کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ انیس سال سے زیادہ نہ تھی۔ اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جب انسان کچھ سیکھ سکتا ہے۔ نئے حالات میں اپنے آپ کو ڈھال سکتا ہے۔ اور اس طرح آپ حضور کے پاس ایسی عمر میں آئیں کہ حضور علیہ السلام کی زیر تربیت رہ کر آپ کی فطری خوبیوں نے پوری طرح نشوونما پائی اور آپ ان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی اہل ثابت ہوئیں جو ایک نبی کی زوجہ مطہرہ کی حیثیت میں آپ پر عائد ہونے والی تھیں۔

انبیاء علیہم السلام کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو یہ ہوتا ہے کہ ان کا ہر فعل اور ہر قول خدا کے حکم اور خدا کے منشاء کے مطابق اور ماتحت ہوتا ہے۔ یہی کیفیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہے۔ چنانچہ بیوی کے ساتھ تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:

"ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا اور یہ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔" (سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 400 از یعقوب علی عرفانی)

پھر فرماتے ہیں:

"فحشاء کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔" (سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 400 از یعقوب علی عرفانی)

اس سلسلہ میں آپ کا عملی نمونہ کیا تھا؟ اس کا علم ذیل کے واقعہ سے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص کی سخت مزاجی اور بدکلامی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور اس بات سے بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا "ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے۔"

پھر اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا "میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 307)

بات عملی نمونہ کی ہو رہی ہے۔ ایک چھوٹا سا واقعہ اور سن لیں۔ بظاہر بہت معمولی ہے لیکن اگر ہم میں سے ہر ایک اس واقعہ میں بیان شدہ حضور کے نمونہ پر چلنے کی کوشش کرے تو ہمارے عائلی تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے خود یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

"مَیں پہلے پہل جب دلّی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گُڑ کے میٹھے چاول پسند فرماتے ہیں چنانچہ میں نے بہت شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا۔ سو وہ بالکل راب سی بن گئی۔ جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہو گئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت صاحبؑ آ گئے۔ میرے چہرہ کو دیکھا جو رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپؑ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا۔ نہیں! یہ تو بہت اچھے ہیں میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی تو مجھے پسندیدہ ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں اور پھر بہت خوش ہو کر کھائے۔ حضرت اُمّ المؤمنین فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کہیں کہ میرا دل بھی خوش ہو گیا۔" (سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 226,225)

بات کھانا پکانے کی آئی ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا ذکر بھی کر دیا جائے کہ حضور علیہ السلام کے دعوے کے بعد ایک لمبے عرصے تک باوجود اس کے کہ آنے والے مہمانوں کی کثرت ہو گئی تھی اور روزانہ ہی بہت بڑی تعداد میں مہمان تشریف لاتے تھے۔ کھانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں ہی حضرت اماں جانؓ کی زیر نگرانی پکایا جاتا تھا اور حضرت اماں جانؓ نہ صرف یہ کہ اس انتظام کی نگرانی فرماتی تھیں بلکہ خود بھی مہمانوں کے لئے کھانا پکایا کرتی تھیں۔ چنانچہ آپ بیان فرماتی ہیں کہ:

"پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا تو میں نے کہہ کر باہر انتظام کرا دیا۔"

نیز فرماتی ہیں کہ "شروع میں سب لوگ لنگر سے ہی کھانا کھاتے تھے خواہ مہمان ہوں یا یہاں مقیم ہو چکے ہوں۔ مقیم لوگ بعض اوقات اپنے پسند کی کوئی خاص چیز اپنے گھروں میں بھی پکا لیتے تھے مگر حضرت صاحب کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اگر ہو سکے تو ایسی چیزیں بھی ان کے لئے آپ ہی کی طرف سے تیار ہو کر جاویں اور آپ کی خواہش رہتی تھی کہ جو شخص جس قسم کے کھانے کا عادی ہو اس کو اسی قسم کا کھانا دیا جا سکے۔"

(سیرت المہدی جلد نمبر 1 صفحہ 52,51)

حضرت منشی فیاض علی صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ اس زمانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "حضرت اقدس دست مبارک سے زنانہ مکان سے کھانا لے آتے اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر تناول فرماتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 219)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ ابتدائی ایام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لنگر کا انتظام حضور علیہ السلام کے ابتدائی ایام میں گھر میں ہی تھا۔ گھر میں دال سالن پکتا اور لوہے کے ایک بڑے توے پر جسے لوہ کہتے ہیں روٹی پکائی جاتی پھر باہر مہمانوں کو بھیج دی جاتی۔ اس لوہ پر ایک وقت میں دو تین نوکرانیاں بیٹھ کر بہت سی روٹیاں یکدم پکا لیا کرتی تھیں۔"

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 283)

مزید فرماتے ہیں "ابتدا میں قادیان کے سب احمدی لنگر سے کھانا کھاتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 295)

(باقی آئندہ)

✡✡✡✡✡✡

خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔" (کشتی نوح)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قولِ سدید

محمد احمد راشد۔ مبلغ سلسلہ جرمنی)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ۔ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔

(الاحزاب:71-72)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔ وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اُس نے ایک بڑی کامیابی کو پالیا۔

آج کی دنیا امن کی تلاش میں مارے مارے پھر رہی ہے۔ لیکن شومئی قسمت کہ وہ اپنے اس مقصد کو ڈپلومیسی کے ذریعہ حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ یوں تو ڈپلومیسی کی تعریف Management of international relations کے الفاظ سے کی گئی ہے۔ لیکن عملاً ڈپلومیسی نام ہے اس علم کا جس میں الفاظ کا ہیر پھیر اس کمال سے سکھایا جاتا ہے کہ بات کرنے والے کے نزدیک تو کی گئی بات کا مفہوم اور ہوتا ہے لیکن وہ اپنے مخاطب کے ذہن نشین ایک اور مفہوم کروا رہا ہوتا ہے تا کہ وقت آنے پر وہ استعمال شدہ الفاظ کو اپنے مفاد میں استعمال کر سکے۔ گویا ڈپلومیٹک الفاظ ایسے ذومعنی الفاظ ہیں جن سے بیک وقت دو متضاد مفہوم نکل سکیں۔ لیکن اسلام نے انسان کے داخلی اور خارجی، جسمانی اور روحانی، خاندانی اور معاشرتی، ملکی اور بین الاقوامی الغرض ہر قسم کے امن کے حصول کے لئے یہ تعلیم دی ہے کہ وہ ڈپلومیٹک الفاظ ترک کر کے قول سدید پر عمل کرے۔

قولِ سدید۔ ایسا سچ جس کے اندر کوئی ہیر پھیر نہ ہو

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

’’قرآن کریم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ صرف یہ نہیں کہ صرف سچ بولنا ہے بلکہ اس کے ساتھ کہا کہ قول سدید کہنا ہے یعنی سچ بھی بڑا اعلیٰ قسم کا جس کے اندر کوئی ہیر پھیر اور چالا کی نہ ہو۔ بعض سچ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن میں بولنے والا چالا کی بھی کر جاتا ہے۔ لیکن اسلام یہ نہیں کہتا بلکہ وہ قول سدید کی تعلیم دیتا ہے............ اس کے بغیر دنیا میں امن قائم ہی نہیں ہوسکتا۔ اگر ہر شخص دوسرے پر اعتبار ہی نہ کرے تو امن کی فضا کیسے پیدا ہوگی۔ پھر تو بدظنی کی فضا پیدا ہوگی کہ میرے ساتھ بات کرتے ہوئے کوئی چالا کی کر گیا ہوگا۔ لیکن اگر طُرّۂ امتیاز یہ ہو کہ یہ قول سدید کہنے والی قوم ہے تو پھر ہر شخص کو پتہ ہوگا کہ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ امن اور آشتی کی فضا ہوائی باتیں کرنے سے نہیں پیدا ہوتی............ **اگر امن چاہتے ہو تو سچ بولو اور خالی سچ نہیں بلکہ قول سدید سے کام لو۔ سیدھا سچ ہو جس کے اندر کوئی ہیر پھیر نہ ہو**‘‘۔ (مشعل راہ جلد 2صفحہ467)

قولِ سدید۔ یعنی پیچ سے مبرّا صاف سیدھی راستی کی بات

❁ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’**سدید کہتے ہیں پیچ سے مبرّا صاف سیدھی راستی کی بات (کو)۔** ممکن ہے ایک بات سچی ہو مگر اس میں پیچ رکھا گیا ہو کہ موقع پر اس سے نکل جائیں۔ مگر سدید بات میں اس کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس میں ہر مخفی دھوکہ سے اجتناب ہوتا ہے‘‘۔

(خطبات محمود جلد3صفحہ127-128)

❁ ’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے **قول سدید اختیار کرو۔ یعنی تمہارے اقوال و اعمال میں صداقت ہو۔** ان میں ٹیڑھا پن نہ ہو۔ تمہاری حالت قول و عمل میں کجی نہ ہو بلکہ صداقت سے پُر ہو۔ ایسا قول نہ ہو جس میں خرابیاں ہوں بلکہ ایسا ہو جو خرابیوں سے پاک ہو۔ **قول کے معنی عمل کے بھی ہیں**............ تو عربی زبان کے مطابق قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا کے یہ معنی بھی ہوئے کہ اِعْمَلُوْا اَعْمَالًا سَدِیْدًا۔ اور قول بمعنی بات چونکہ ادنیٰ چیز ہے اور لوگ عموماً اس کی پرواہ کم کرتے ہیں اور یونہی بعض باتیں منہ سے نکال دیتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ اس لئے فرمایا کہ جب اپنے قول میں سِداد پیدا کرو گے تو عمل میں سِداد خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ **دراصل قَوْل کا لفظ دل کے لئے بھی آتا ہے کہ جو بات دل میں پیدا ہو اس کو قول کہتے ہیں۔ اس لئے اس کے معنے یہ ہوئے کہ پہلے دل کی اصلاح کرو**‘‘۔

(خطبات محمود جلد3صفحہ158-159)

قولِ سدید اور قولِ صادق میں فرق ہے

❁ ’’**عربی زبان میں قول سدید اور قول صادق میں فرق ہے۔** دیگر مذاہب صرف یہ تعلیم دیتے ہیں کہ سچ بولو لیکن اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ تمہارا قول سچا اور ساتھ ہی سدید بھی ہونا چاہئے۔ **یہ عین ممکن ہے کہ ایک قول قول صدق ہو لیکن قول سدید نہ ہو۔ لیکن قول سدید، قول صدق ضرور ہوتا ہے۔** قول سدید کے معنی یہ ہیں کہ اس میں کوئی کجی نہ ہو اور وہ نہ صرف معنیً سچ ہو بلکہ ان مخفی خیالات کے لحاظ سے بھی سچ ہو جو انسان بات کرتے وقت دل میں پوشیدہ رکھتا ہے۔ یہ نہ ہو کہ اس کی بات تو سچی ہو لیکن جو مفہوم وہ اس بات سے دوسرے کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہے وہ صحیح نہ ہو۔ اور پھر یہ بھی نہ ہو کہ اس کے دل میں تو اور مفہوم ہے لیکن دوسرا اس کی بات سے کچھ اور سمجھ رہا ہو۔ مگر جب موقع آئے اور دوسرا گرفت کرے تو کہہ دے میرا تو یہ مطلب نہ تھا............ تو بعض باتیں قول صدق ہوتی ہیں، قول سدید نہیں ہوتیں۔ مگر اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہمیشہ قول سدید ہونا چاہئے۔ کیونکہ............ اکثر جھگڑے ایسی باتوں سے ہی پیدا ہوتے ہیں جو اگرچہ جھوٹ تو نہیں ہوتیں لیکن بہ باطن ان میں فریب ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے اسلام یہی تعلیم دیتا ہے کہ ہمیشہ ایسی بات کہو جس میں پیچ نہ ہو اور جس کے متعلق تم نہ کہو کہ میری بات سچ ہے بلکہ یہ کہو کہ میرا قول قول سدید ہے اور اس میں کوئی پیچ نہیں‘‘۔

(خطبات محمود جلد3صفحہ259-262)

❁ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں:۔

’’**قول سدید کے یہ معنی نہیں کہ جو منہ میں آیا بکتے چلے گئے بلکہ اسے بھی خاص حدود کے اندر رکھنا چاہئے۔ اور انسان کو چاہئے کہ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھے اور یہ دیکھے کہ دوسرے پر اس کی بات کا کیا اثر ہوگا۔** اور اگر ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھا جائے اور قول سدید کو اخلاق سے برتا جائے تو کسی جھگڑے کا موجب نہیں ہوگا اور کوئی ناراضگی پیدا نہیں ہوگی۔ اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ ہم اپنے کسی دوست کو بلانا چاہتے ہیں لیکن کہتے ہیں اگر آنا ہو تو آؤ نہیں تو نہ سہی۔ اب یہ قول سدید تو ہے لیکن اس سے دوسرے کا دل ضرور دکھے گا‘‘۔

(خطبات محمود جلد3صفحہ261)

قولِ سدید سچائی سے بڑا درجہ رکھتا ہے

❁ ’’دراصل قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا کا مفہوم یہ ہے کہ اعمال کے متعلق ایسا پختہ فیصلہ کرو جس میں کسی کا دھوکہ و فریب نہ ہو۔ قول سدید سچائی سے بڑا درجہ رکھتا ہے۔ سچائی میں بعض اوقات کمی رہ جاتی ہے مگر سِداد میں سچ ہی سچ ہوتا ہے کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی۔ پس صداقت و سداد میں فرق ہے۔ **صداقت کے صرف اتنے معنی ہیں کہ بات واقعہ کے مطابق ہو۔ مگر سداد میں واقعہ کے مطابق ہونے کے علاوہ یہ بھی ہے کہ وہ صحیح بھی ہو۔ صداقت کے معنوں میں دوسرے شخص کا عیب بیان کرنا بھی آجاتا ہے اور ہم اس کے متعلق یہی کہیں گے کہ یہ سچ ہے مگر ہم اس کو قول سدید نہیں کہیں گے۔**

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دفعہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک شخص کے متعلق سچی بات کہتا ہوں تو وہ گناہ کیسے ہو جاتی ہے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بات سچ نہ ہو تو پھر وہ جھوٹ ہوگا۔ لیکن سچ کہنے میں اس کا نام غیبت ہوگا اور یہ بھی ایک گناہ ہے۔

پس غیبت کے متعلق ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ سچ ہے مگر اسے قول سدید نہیں کہہ سکتے۔

علاوہ ازیں انسان کے اندر بعض عیوب ہوتے ہیں ان کا ظاہر کرنا گو سچ ہو مگر قول سدید نہیں ہوتا۔ جیسے ایک کانے کو کانا کہا جائے تو یہ سچ ہی ہوگا مگر قول سدید نہیں کہلائے گا۔ **کیونکہ قول سدید کے اختیار کرنے میں غیبت اور طنز دونوں ترک کرنے پڑتے ہیں۔** اور شریعت اسلامیہ میں ھَمَز اور لَمَز دونوں منع ہیں۔ چنانچہ غیبت کرنے والے کو ہم کہیں گے کہ وہ سچ بولتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہیں گے کہ وہ ایک گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ غیبت اور طنز عمل صالح نہیں اور عمل صالح قول سدید کے ذریعہ ہوتا ہے۔ پس قول سدید اور صداقت میں بڑا فرق ہے۔

قول سدید نیک عمل کو کہتے ہیں مگر ایسا نیک عمل جو نیک موقع پر ایک نیک ذریعہ سے کیا جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں نیکی کا ذکر کیا ہے۔ وہاں عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بھی فرمایا ہے۔ یعنی کام بھی نیک ہو اور موقع بھی نیک ہو اور ذریعہ بھی نیک ہو............ عمل صالح موقع محل پر نیک ذریعہ سے کام کرنے کا نام ہے۔ جیسا کہتے ہیں فلاں چیز فِٹ (Fit) ہے۔ عمل صالح بھی وہ نیک عمل ہوتا ہے جو موقع کے لحاظ سے فِٹ (Fit) ہو۔ پس عمل صالح میں غیبت اور طنز شامل نہیں کیونکہ غیبت اور طنز گو صداقت میں شامل ہیں مگر چونکہ یہ دونوں صداقتیں بے موقع ظاہر کی جاتی ہیں اس لئے عمل صالح میں شامل نہیں ہوسکتیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ سچ اختیار کرو بلکہ قول سدید کے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے‘‘۔

(خطبات محمود جلد3صفحہ439-441)

اپنے ذاتی، خاندانی، قومی، معاشرتی، دینی اور دنیوی الغرض ہر قسم کے تعلقات اور رشتوں کو ڈپلومیٹک الفاظ کے ذریعہ استوار کرنے کی کوشش کرنے والی دنیا میں تعلقات کا ٹوٹنا اور لڑائی جھگڑوں اور فسادات کا پیدا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ ان فسادات کے حل کے لئے بھی جب کوششیں کی جاتی ہیں تو قول سدید سے انحراف کیا جاتا ہے۔ بات کرتے وقت جانبداری سے کام لیا جاتا ہے۔ ایک طرف تو بات بات پر اپنے قریبی کی بڑائی بیان کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں تو دوسری طرف فریق ثانی کی ایک چھوٹی کمزوری کو خوب اچھالا جاتا ہے۔ اگر جھگڑے اور فساد کے خاتمہ کے لئے کوئی عدالت، قاضی یا کمیشن کسی کو گواہی کے لئے طلب کرے تو ایسے لوگ اول تو گواہی پر آنے سے ہی کتراتے ہیں اور اگر آ بھی جائیں تو قول سدید سے کام لینے کی بجائے اپنے قریبی کے مفاد میں کھلے کھلے جھوٹ اور کتمان حق سے کام لیتے ہیں جس سے مسائل حل ہونے کی بجائے اور بھی بگڑ جاتے ہیں اور یہی لاینحل مسائل آگے چل کر افراد یا اقوام کے درمیان نہ ختم ہونے والی عداوت کو جنم دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ان معاملات کے متعلق جامع و مانع تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا (البقرہ: 283) ’’کہ جب گواہوں کو گواہی کے لئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں اور خواہ کسی فریق کی ناراضگی کا ہی خطرہ ہو پھر بھی سچی سچی بات بیان کریں‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد2صفحہ646)

قرآن اور حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ انسان کا گواہی میں قول سدید سے کام لینا اسے بڑی بڑی روحانی برکات کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور سچی گواہی سے گریز کرنا اسفل السافلین میں گرا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْھَوْنَ عَنْہُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا (النساء :32) اگر تم ان کبائر سے اجتناب کرو گے جن سے تمہیں روکا جاتا ہے تو ہم تم سے تمہارے عیب دور کر دیں گے۔

اس آیت میں مذکورہ لفظ کبائر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کبائر کون کون سے گناہ ہیں؟ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ کسی کو اللہ کا شریک قرار دینا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

(صحیح البخاری باب ماقیل فی شھادۃ الزور)

اس حدیث نبوی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ گواہی دیتے وقت قول سدید سے کام نہ لینے والا انسان کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو کر اپنے آپ کو رحمت خداوندی سے محروم کر لیتا ہے اور اس کے دوسرے گناہ بھی اس کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

❁ ’’شہادت کا چھپانا گناہ ہے۔ اور جب سرکار بلائے تو ضرور حاضر ہو جانا چاہئے‘‘۔ (ملفوظات جلد4)

❁ ’’جب تم سچی گواہی کے لئے بلائے جاؤ تو جانے سے انکار مت کرو‘‘۔ (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ773)

❁ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَاقُرْبٰی۔ (کہ) جب تم بولو تو وہی بات منہ پر لاؤ جو سراسر سچ اور عدالت کی بات ہے اگرچہ تم اپنے قریبی پر گواہی دو‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ53 بحوالہ تفسیر مسیح موعود علیہ السلام جلد2صفحہ504)

❁ ’’حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ اور چاہئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو۔ جھوٹ مت بولو اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے۔ یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو جیسے بیٹے وغیرہ کو۔ اور چاہئے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں سچی گواہی سے نہ روکے‘‘۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 53 بحوالہ تفسیر مسیح موعود علیہ السلام جلد2صفحہ274-395)

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:۔

’’کئی وقت انسان کے لئے امتحان کے ہوتے

ہیں۔ایک تو غضب کا وقت ہوتا ہے۔غضب کی حالت میں آدمی دوسروں کو انواع واقسام کے نقصانات پہنچا دیتے ہیں۔پھر کہتے ہیں کہ غلطی ہوئی عفو کرو۔لیکن جب دوسرا کوئی نقصان پہنچائے تو ہرگز عفو پر رضامند نہیں ہوتے۔اسی طرح آدمی بعض اوقات محبت میں بھی حد سے بڑھ جاتا ہے اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ایک وقت وہ ہوتا ہے جب کہ مقدمات میں گواہی دینے کا ہوتا ہے۔آدمی اپنے عزیز ودوست کا نقصان گوارا نہیں کر سکتا۔اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان کو مقدم رکھو اور گواہی انصاف سے دو خواہ اپنے عزیزوں کے مقابلہ میں ہو۔اپنی جان پر یا اپنے ماں باپ ہی کے متعلق گواہی دینی پڑے۔

(حقائق الفرقان جلد2 صفحہ62)

❁ حضرت مصلح موعودؓ آیت قرآنی لایجرمنکم شنان قوم کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”شَنَاٰنُ قَوْمٍ کے دو معنی ہیں۔اول یہ کہ تمہاری کسی قوم سے دشمنی ہو اور دوسرے یہ کہ تم سے کسی قوم کی دشمنی ہو۔اس لئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ تم حق کی گواہی دینے سے اس لئے مت رکو کہ تم کو کسی سے دشمنی ہو یا اس لئے کہ کسی کو تم سے دشمنی ہے“۔

(خطبات محمود جلد5 صفحہ287)

(اللہ تعالیٰ)”فرماتا ہے وَلَاتَکْتُمُوْاالشَّھَادَۃَ۔تم آپس کے لین دین کے معاملات میں ہمیشہ سچی بات کیا کرو۔اور کبھی کسی گواہی کو چھپانے کی کوشش نہ کرو ورنہ تمہارا دل گنہگار ہو جائے گا۔اور جب دل گندہ ہو گیا تو تم میں نور ایمان کہاں باقی رہے گا۔اس آیت میں صرف گواہوں کی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ وہ تمام افراد جو کسی معاملہ میں شریک ہوں ان سب کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تم میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو جھوٹ بولنا یا جھوٹی گواہی دینا تو الگ رہا سچی گواہی کو بھی چھپانے کی کوشش کرے۔ورنہ تم دنیوی فائدہ تو ممکن ہے حاصل کر لو لیکن تم سے نیکیوں کی توفیق چھین لی جائے گی اور تمہارا دل سیاہ ہو جائے گا۔غرض تمدنی مشکلات کے حل کے لئے اسلام نے ان آیات میں نہایت جامع ہدایات دی ہیں۔اگر مسلمان ان احکام پر عمل کریں تو وہ کئی قسم کے جھگڑوں اور فسادات سے بچ سکتے ہیں“۔(تفسیر کبیر جلد2 صفحہ649)

وہ لوگ جو قول سدید جیسے اعلیٰ وارفع مقام صدق سے محروم ہیں ان کا ایک طبقہ تو بزدلی میں اس حد تک بڑھا ہوتا ہے کہ وہ سچی گواہی دینے سے ویسے ہی گریز کرتا ہے۔لیکن دوسرا طبقہ جرأت میں اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ وہ اپنے یا اپنے قریبی کے مفاد کے حصول کے لئے مقدمات میں مصنوعی گواہ بن کر پیش ہو جاتے ہیں یا پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ایسے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی زد میں آتے ہیں جس میں آپؐ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ خیر القرون کے خاتمہ پر تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن سے گواہی طلب تو نہیں کی جائے گی لیکن وہ گواہی دینے کے لئے دوڑتے پھریں گے۔

(بخاری باب لایشھد علی شھادۃ جور)

❁ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک مختار کار عدالت نے سوال کیا کہ بعض مقدمات میں اگرچہ وہ سچا اور صداقت پر ہی مبنی ہو مصنوعی گواہ بنانا کیسا ہے؟ فرمایا: اول تو اس مقدمہ کے پیروکار بنو جو بالکل سچا ہو۔یہ تفتیش کر لیا کرو کہ مقدمہ سچا ہے یا جھوٹا۔پھر سچ آپ ہی فروغ حاصل کرے گا۔

دوم گواہوں سے آپ کا کچھ واسطہ ہی نہیں ہونا چاہئے۔یہ مؤکل کا کام ہے کہ وہ گواہ پیش کرے۔یہ بہت ہی بری بات ہے کہ خود تعلیم دی جاوے کہ چند گواہ تلاش کر لاؤ اور ان کو یہ بات سکھا دو۔تم خود کچھ بھی نہ کہو۔موکل خود شہادت پیش کرے خواہ وہ کیسی ہی ہو“۔

(ملفوظات جلد5 صفحہ313)

❁ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”میں دیکھتا ہوں جماعت میں ابھی بعض نقص ہیں..........جرأت نہیں..........دو آدمیوں کو کسی تحقیق پر لگاؤ، یوں تو بہت نیک ہیں مخلص ہیں مگر ان کے فیصلہ کے بارے میں بعض اوقات مجھے شرح صدر نہیں ہوتا..........

جو شخص جج کے طور پر مقرر کیا جائے اسے چاہئے کہ حق حق فیصلہ کرے..........دیکھو جج تو اس وقت خدا کا قائم مقام ہے۔ایک نبی بھی بعض اوقات دنیاوی معاملہ میں کسی کو کہہ دیتا ہے کہ میرا اور اس کا اس معاملہ میں فیصلہ کرو۔تو اب جج کے لئے ہرگز جائز نہیں کہ وہ یہ خیال کرے کہ نبی کو فائدہ والی بات پہنچے۔جج صرف یہ مدنظر رکھے کہ حق کیا ہے پس وہ فیصلہ سنا دے۔

بعض دفعہ بعض لوگ منہ دیکھ کر ڈر جاتے ہیں یوں بڑا تقویٰ رکھتے ہیں۔مگر ایمان کی کئی شاخیں ہیں۔ایک نہ ایک شاخ میں نقص ہوتا ہے۔بعض لوگ کسی بڑے شخص کے مقابل ٹھیک ٹھیک گواہی دینے میں تأمّل کرتے ہیں اور بعض صحیح فیصلہ نہیں دیتے۔حالانکہ جج کو چاہئے کہ وہ شہادتوں کے مطابق فیصلہ کر دے۔اس سے کچھ غرض نہیں کہ اس فیصلہ کا اثر کس پر پڑتا ہے، کس پر نہیں پڑتا۔میں کہتا ہوں کہ جب تک جماعت میں یہ رنگ نہیں آئے گا یہ مت سمجھو کہ وہ مضبوط چٹان پر آ گئی ہے۔یہ بدی اگر باقی رہی تو ترقی کرتی کرتی اگلی نسلوں کو تباہ کر دے گی۔پس ابھی سے اس کا فکر لازم ہے..........اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو اصلاح کے قابل ہیں۔جب تک ایسی طاقت پیدا نہ ہو جائے کہ مومنین..........صدق وسداد پر قائم ہو کر دلیری سے کام لیں بات نہیں بنتی..........یاد رہے کہ بے ادبی اور دلیری میں فرق ہے۔حق کا بیان اور گستاخی یہ الگ الگ ہے۔بعض اوقات دلیری بے ادبی ہو جاتی ہے اور کمزوری بھی۔مثلاً ایک شخص سے پوچھا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔اب وہ بولتا نہیں کہ یہ بے ادبی ہے تو یہ نہ بولنا درحقیقت بے ادبی ہے۔ایک اور شخص ہے وہ بلا پوچھے رائے زنی کرنا اور بولنا شروع کر دے تو یہ دلیری بے ادبی ہے۔غرض صداقت کا اظہار اور ادب ضِدَّین نہیں۔اسی طرح کمزوری اور ادب ایک چیز نہیں..........

ایسی کئی ایک باتیں ہیں۔میرا منشاء ہے کہ ان میں اصلاح ہو..........ہاں میں آئندہ کبھی پسند نہیں کروں گا کہ ہماری جماعت کے لوگ صدق وسداد پر کاربند نہ ہوں۔جو لوگ ایسا کریں گے میں انہیں سزا دوں گا۔میرا تعلق ان سے کچھ نہیں رہے گا“۔(خطبات محمود جلد3 صفحہ8-9)

❁ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

”اگر تقویٰ پر چلتے ہوئے تمام عہدیداران اپنے فرائض نبھائیں اور جب فیصلے کرنے ہوں تو خالی الذہن ہو کر کیا کریں۔کسی طرف جھکاؤ کے بغیر کیا کریں۔جیسا کہ پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تقویٰ یہی ہے کہ اگر اپنے خلاف یا اپنے عزیز کے خلاف بھی گواہی دینی ہو تو دے دیں۔لیکن انصاف کے تقاضے پورے کریں تو پھر ایسے عہدیدار اللہ کے محبوب بن رہے ہوں گے“۔

(خطبہ جمعہ یکم جولائی 2005ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15 جولائی تا 21 جولائی 2005ء صفحہ6)

❁ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

”کیا ہم افراد جماعت احمدیہ، ہمارے بڑے بھی اور چھوٹے بھی، ہمارے بچے بھی اور جوان بھی اس ارفع اور اعلیٰ مقام صدق پر کھڑے ہو چکے ہیں کہ کوئی شخص اپنے تجربے کی بنا پر یہ نہ کہہ سکے کہ فلاں احمدی جو بات کر رہا ہے وہ غلط ہے اور اس کا مخالف جو کہہ رہا ہے وہ صحیح ہے۔یہ مقام حاصل کرنا چاہئے۔اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے (ہزار میں سے)999 احمدی اس مقام پر قائم ہیں۔لیکن اگر ایک بھی کمزور ہے تو یہ بات جماعت کو بدنام کرنے والی ہے“۔

(مشعل راہ جلد دوئم صفحہ257)

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں دجالیت کا فتنہ جس زور وشور سے غالب ہے اس کی تصویر کھینچنے کی ضرورت نہیں۔آج کی دنیا کا قول سدید سے فرار فتنہ دجالیت ہی کی ایک فرع ہے۔دجال کی بنیادی علامت ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دجل سے کام لے گا یعنی یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس کی بنیاد دھوکہ دہی، فریب اور الفاظ کے ہیر پھیر پر ہوگی۔خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خَلْقِ آدم سے لے کر قیامت تک فتنہ دجال سے بڑا فتنہ کوئی ظاہر نہیں ہوا۔اس بہت بڑے فتنہ کا ذکر آپ نے متعدد بار اپنے صحابہ سے فرمایا۔ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور اس کے فتن کی تفاصیل بیان فرمائیں۔اس کے بعد آپ گھر تشریف لے گئے اور کئی گھنٹے بعد جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ صحابہ کے ہوش اڑے ہوئے ہیں۔ان کے رنگ مدھم پڑ چکے ہیں۔وہ خوفزدہ ہو کر سخت پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہیں۔ان پر سکتے کا عالم طاری ہے۔آپ نے فرمایا تم کو کیا ہوا ہے کہ اس طرح گھبرائے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بیان نے تو ہماری جانیں نکال دیں۔اس عظیم الشان فتنہ کے ظہور کے بعد جب اسلام اپنے تمام تر حسن اور خوبیوں کے باوجود مٹا دیا جائے گا۔جب دجال کا فتنہ اپنی ساری قباحتوں کے ساتھ روئے زمین پر غالب آ جائے گا، جب صدق وسداد کو لَامِسَاس کی طرح متروک قرار دیا جائے گا۔جب دنیا اپنی تمام تر خوبصورتیوں کے ساتھ ننگی کھڑی دجل وفریب کی راہ اختیار کرنے کی دعوت عام دے رہی ہوگی۔جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے گا۔جب ایمان مفقود ہو جائے گا۔جب رات تو انسان مومن ہونے کی حالت میں بسر کرے گا لیکن سورج اس پر اس حالت میں طلوع ہوگا کہ وہ کافر ہو چکا ہوگا۔

جب صبح کو ایک انسان مومن ہوگا لیکن غروب آفتاب تک وہ حالت کفر میں پہنچ چکا ہوگا۔صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری عقل اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ اتنے بڑے فتنے کے بعد ایمان کے بچاؤ صورت کیا ہوگی؟ اس وقت صحابہ کے دلوں کو ڈھارس دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورہ جمعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری دی کہ فتنہ دجالیت کا مقابلہ کرنے کے لئے آخرین کا گروہ کھڑا کیا جائے گا جو اس بے مثال فتنہ کی سرکوبی کرے گا۔وہ دوبارہ مخلوق کو خالق سے ملا دے گا اور از سرنو ایمان کو دنیا میں قائم کر کے لوگوں کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف پھیر دے گا۔آپؐ نے صحابہ کے سامنے دجّال کے ہیبتناک دور کا ذکر کرنے کے بعد آخرین پر فخر کرتے ہوئے اس بات کا اعلان فرمایا کہ مسیح محمدی کے درخت وجود کی سرسبز شاخوں کو اس دور کا نقشہ بدلنے کی توفیق ملے گی۔دجل اور فریب سے پُر دنیا انہی کے ذریعہ صدق وسداد پہ قائم کی جائے گی۔ظلم اور ناانصافی کے سیلاب میں بہہ جانے والی انسانیت کو اسی گروہ کے ذریعہ صدق وعدل کی نعمت سے مالا مال کیا جائے گا اور یہی وہ خوش نصیب گروہ ہوگا جس کے ذریعہ ایمان ثریا سے واپس لایا جائے گا۔

پس اے آخرین کی خوش نصیب جماعت! دیکھو تو سہی کہ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس یقین کے ساتھ، اور کس محبت کے ساتھ اس دور کا نقشہ بدلنے کے لئے تم سے، ہاں تم سے اپنی امیدیں وابستہ کی ہیں۔ذرا غور کرو یہ کس شان کی امید وار کس شان کا اعتماد ہے جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود علیہ السلام کی جانثار جماعت کے متعلق اظہار فرمایا۔اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امید پر پورا اترنے اور آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز ہمارے دلوں پہ نقش ہو جائے یہاں تک کہ ہمارے وجود کا ذرہ ذرہ اس آواز پر لبیک لبیک کہہ اٹھے۔پھر ہماری اولادوں اور اولادوں کی اولادوں کے کانوں میں بھی یہی آواز پڑتی چلی جائے یہاں تک کہ ہمارے کانوں میں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آواز کے اور کوئی آواز نہ گونجے۔اور ہماری آنکھوں میں سوائے نور مصطفوی کے اور کوئی نور نہ چمکے۔

پس آج ہم سب کا اولین فرض ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آواز پر، اس اپیل پر اور اس امید پر لبیک کہتے ہوئے دنیوی لالچوں، حرصوں، امنگوں، تعلقات اور ترقیات کو ٹھکرا کر صدق وسداد پر قائم ہو جائیں۔یہاں تک کہ صدق وسداد کا ازلی دشمن یعنی ابلیس اپنی ساری کوششوں کے باوجود مایوس ہو جائے۔شیطان کا جھنڈا سرنگوں کر دیا جائے اور طاغوت کی حکومت تا ابد مٹا دی جائے اور دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں اور امنگوں کے مطابق صدق وعدل سے اسی طرح بھر جائے جس طرح آج وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی ہے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔آمین

❁❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

GREAT NEWS

We at Wimbledon Solicitors are pleased to announce that we have been granted Legal Aid franchise in Immigration (including Asylum) cases, all Family matters, Crime and Employment.

We have specialist lawyers in all fields who are waiting to help you.

Please contact us for further details and an appointment

Tel: Nos: 020 8543 3302 (Wimbledon Office) or

020 8767 0800 (Tooting Office)

جماعت احمدیہ سرینام کے 31ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

علمی وتربیتی تقاریر۔غیر از جماعت مہمانوں کی شرکت۔ پریس اور میڈیا میں کوریج

(رپورٹ: لئیق احمد مشتاق ۔مبلغ سرینام)

امسال خداتعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سرینام کو مورخہ 12، 13 نومبر کو اپنا 31واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت اور اجازت سے کینیڈا کے مشنری انچارج مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب اور مکرم مولانا احسان اللہ مانگٹ صاحب مبلغ انچارج گیانا اور مکرم مولانا طالب یعقوب صاحب ریجنل مشنری فری پورٹ ،ٹرینیڈاڈ بھی جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے۔

10ر نومبر کو ریڈیو''تری شول'' سے جلسہ سالانہ کے تعارف کے حوالے سے 30 منٹ کا لائیو پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی جس میں جلسہ سالانہ کا نظام اور جماعت احمدیہ کے جلسوں کی امتیازی حیثیت پر گفتگو ہوئی۔میز بان فردوس اسحاق نامی ایک نوجوان تھا۔خاکسار نے بعد میں اسے بتایا کہ ستمبر 1979ء میں آپ کے والد شبیر اسحٰق صاحب نے ریڈیو''راپار'' پر محترم مولانا محمد صدیق صاحب کا انٹرویو لیا تھا،جس پر اس نے خوشگوار حیرت کا اظہار کیا۔

جلسہ کے کامیاب انعقاد کیلئے افراد جماعت نے بھرپور محنت کی۔مسجد اور اس سے ملحقہ جگہ کو خوبصورتی سے سجایا گیا۔لجنہ کیلئے علیحدہ ہال سیٹ کیا گیا اور ایک بڑے ٹی وی کے ذریعہ جلسہ کی پوری کارروائی دکھانے کا انتظام کیا گیا۔لجنہ اماء اللہ اور انصار کی ایک ٹیم نے کھانا پکانے کی ذمہ داری ادا کی۔

جمعہ کی صبح محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے ریڈیو''رادیکا'' پر 30 منٹ کا ایک لائیو پروگرام کیا،جس میں آپ نے جماعت کے تعارف کے ساتھ ساتھ افریقہ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں جماعت کی انسانیت کیلئے کی جانے والی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا۔چینل کی ڈائریکٹر مس رادہاکشن نے خود آپ کا انٹرویو لیا۔

نماز جمعہ محترم مولانا طالب یعقوب صاحب نے پڑھائی۔خطبہ میں موصوف نے جلسہ سالانہ کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی۔

اسی شام پہلے اجلاس میں تلاوت ،ترجمہ اور نظم کے بعد خاکسار نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا،اور جلسہ سالانہ کی غرض وغایت کے حوالے سے چند گذارشات پیش کیں۔اس کے بعد محترم مولانا طالب یعقوب صاحب نے''انسان کی پیدائش کا مقصد'' کے موضوع پر اور مکرم مولانا احسان اللہ مانگٹ صاحب نے''والدین سے حسن سلوک'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔اس کے بعد بچوں کے ایک گروپ نے''میرا نام پوچھو تو مَیں احمدی ہوں''نظم خوش الحانی سے پڑھی۔خدا تعالیٰ کے فضل سے 120 افراد جماعت جلسہ میں شامل ہوئے۔

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا،جو گیانا کے مشنری انچارج نے پڑھائی،نماز فجر کے بعد درس قرآن مجید مولانا عطاء المنان صاحب آف کینیڈا نے دیا۔

دوسرے دن کے پروگرام کا موضوع تھا''معاشرتی ترقی میں مذہب کا کردار''۔پروگرام کے آغاز سے قبل دو اخباری نمائندوں نے محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کا انٹرویو لیا،اور جلسہ کی تمام کاروائی کی ریکارڈنگ بھی کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مولانا عطاء المنان صاحب نے کی۔منظوم کلام کے بعد پہلی تقریر محترم فرید جمن بخش صاحب کی تھی۔جلسہ کے موضوع کے حوالے سے موصوف نے قرآن مجید کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کے پاک اسوہ کا ذکر کیا۔

دوسری تقریر مہمان خصوصی محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کی تھی۔فاضل مقرر نے اسلام اور مسلمانوں کی حالت زار کا ذکر کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ اور تجدید اسلام کیلئے آپ کی شبانہ روز کوششوں اور آسمانی تائیدات کا ذکر کیا۔نیز اولاد کی تربیت کی طرف بھرپور انداز سے توجہ دلائی،آپ نے افراد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ہم دنیا میں اخلاقی اقدار کو قائم کرنے کیلئے ایک جنگ لڑ رہے ہیں اور اپنے گھروں کی حفاظت کئے بغیر اس جنگ کا تسلسل ممکن نہیں۔

تیسری تقریر وزیر داخلہ کے نمائندے اور وزارت داخلہ کے تحت کام کرنے والے شعبہ مذہبی امور کے ہیڈ سٹینلی سوروپاویرو (Stanley Soeropawiro) کی تھی۔موصوف نے سعودی عرب سے''شریعہ لاء'' میں گریجویٹ کیا ہوا ہے۔آغاز میں انہوں نے کہا کہ میرے لئے یہ بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آج میں وزیر داخلہ کی نمائندگی میں آپ سے مخاطب ہوں۔پھر انہوں نے اپنی طرف سے اور وزیر داخلہ کی جانب سے جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ اتنے مفید موضوع پر لوگوں کو اظہار خیال کا موقعہ دیا گیا۔

چوتھی تقریر حزب اقتدار میں شامل ایک سیاسی پارٹی ''پالو'' کے صدر اور رکن پارلیمنٹ (Mr Anton Paal) مسٹر انتون پال کی تھی۔موصوف نے بائبل کی تعلیم کے حوالے سے معاشرتی ترقی میں مذہب کے کردار پر روشنی ڈالی۔

پانچویں تقریر سناتن دھرم کے نمائندے پنڈت جگیشر ارجن شرما (Jaggessar Ardjunsharma) کی تھی۔انہوں نے بچوں کو مذہب سے جوڑنے کیلئے والدین کو بھرپور کوشش کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد مہمان مقرر بھارتی سفیر مسٹر کنول جیت سنگھ سوڈھی (Kanwaljit Singh Sodhi) کو دعوت دی گئی۔ انہوں نے ہندوستان میں اقوام کو دی جانے والی مذہبی آزادی کا ذکر کیا۔اور قادیان کی زیارت کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کی انسانیت کی بہبود کیلئے کی جانے والی کوششوں کو سراہا۔

اس کے بعد گیانا اور ٹرینیڈاڈ کے مہمانوں نے اپنے اپنے ملک کی طرف سے پیغام تہنیت پیش کیا۔اختتامی دعا سے قبل محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے رکن پارلیمنٹ مسٹر انتون پال اور پنڈت جگیشر ارجن شرما کو قرآن مجید اور دیگر جماعتی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔

آخر پر محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔جلسہ کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

اس یادگار جلسہ کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ مختلف تراجم قرآن مجید اور مختلف زبانوں میں شائع شدہ لٹریچر کی نمائش بھی لگائی گئی۔نیز خاص طور پر لاہور میں جماعت کی مساجد پر حملے اور شہیدان لاہور کی تصاویر پر مبنی نمائش تیار کی گئی جو حاضرین کی توجہ کا مرکز رہی،اور وہ اس عظیم سانحہ پر احباب سے دلی افسوس کا اظہار کرتے رہے۔

مورخہ 15 نومبر بروز پیر ملک کے کثیر الاشاعت روزنامہ (Times of SURINAME) ٹائمز آف سرینام نے جلسہ کی خبر کو تفصیل سے شائع کیا۔مورخہ 15ر نومبر کو ہی صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کی نصف گھنٹے کی تقریر ''رادیکا ٹی وی'' پر نشر ہوئی۔مورخہ 17 نومبر 2010 بروز بدھ ملک کے ایک کثیر الا شاعت روز نامے''داخ بلاد سرینام'' (Dagblad SURINAME) نے تمام مقررین کی تصاویر اور تقاریر کے اقتباسات کے ساتھ جلسہ کی خبر کو تفصیل کے ساتھ شائع کیا۔محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کا مختصر تعارف اور انٹرویو بھی اسی خبر کی زینت بنا۔خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسرے دن کی حاضری 300 کے قریب تھی۔

جلسہ سے ایک ماہ قبل مسجد اور ملحقہ جگہوں کو پینٹ کروایا گیا۔ جماعت کے مختلف افراد نے اس غرض سے مہمانوں کے لئے دل کھول کر عطیات دیئے۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے تمام انتظامات بہت خوش اسلوبی سے انجام پائے۔مردوں عورتوں اور بچوں نے بڑی محنت سے مفوضہ امور انجام دیئے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو جلسہ کی برکات سے وافر حصہ دے اور اس جلسہ کے نیک ثمرات عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

لجنہ اماء اللہ سیرالیون کے ریجنل اجتماعات کا شاندار انعقاد

(رپورٹ: مبشرہ فردوس ۔سیرالیون)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لجنہ اماء اللہ سیرالیون کو ریجنل لیول پر لجنہ وناصرات کے اجتماعات کرنے کی توفیق ملی۔اس سال 7 ریجنز میں اجتماعات کروائے گئے۔

یہ اجتماعات اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہر لحاظ سے کامیاب رہے۔سال کے شروع میں ہی مکرم امیر صاحب سیرالیون کے مشورہ سے اجتماعات کے انعقاد کی تاریخوں کا اعلان کر دیا گیا۔اور نصاب تیار کر کے تمام جماعتوں کو بھجوایا گیا۔اور اس کی تیاری میں ریجنل اور لوکل مبلغین ،صدران وسیکرٹریان لجنہ اماء اللہ نے بھرپور تعاون کیا۔

ان اجتماعات میں علمی مقابلہ جات ہوئے اور بعض ریجنز میں ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے۔جس میں لجنہ و ناصرات نے جوش وخروش حصہ لیا جس سے لجنہ وناصرات میں ایک نئی بیداری پیدا ہوئی۔

علمی مقابلہ جات کیلئے نصاب درج ذیل تھا۔

❁......تلاوت قرآن کریم کے لئے (آیۃ الکرسی)، 5 احادیث ، 5 دعائیں،حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین الہام (انگریزی، اردو یا عربی میں)۔ 5 سورتیں۔نظم کے لئے اردو نظم (ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے)

❁......مقابلہ تقریر کیلئے Manners of the Mosque,Obey your Parents کے عناوین تھے۔اور سیرالیون میں چھپنے والی کتاب (Religious Knowledge) کے پہلے 42 صفحات تھے۔

❁......ورزشی مقابلہ جات میں 3 Legg Back race ,Sack race,Egg and spoon race, شامل تھے۔

دو ریجنز میں مارچ پاسٹ بھی کروایا گیا۔

ہر ریجن کے اجتماع کی مقررہ تاریخ کو خاکسار کے ہمراہ نیشنل ایگزیکٹو کے 10 ممبران نے ہر جگہ دورہ کیا اور اجتماعات میں شمولیت کی۔خاکسار اور نیشنل ایگزیکٹو کے ممبران کو لجنہ وناصرات کی تربیت کیلئے تربیتی موضوعات پر تقاریر کرنے کا موقع ملتا رہا۔

مقابلہ جات میں خاص طور پر یہ نظم سیلبس میں تھی جسے بچیوں نے انتھک محنت کے ساتھ تیاری کے بعد ترنم سے پڑھا۔اس کے ساتھ ترجمہ بھی سنایا گیا۔جسے سن کر لجنہ وناصرات کے اندر ایک ولولہ جوش پیدا ہوتا تھا۔

ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے
شیطاں کی حکومت کو دنیا سے مٹا دیں گے

مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والی لجنہ وناصرات میں انعامات تقسیم کئے جاتے رہے اور پروگرام کے اختتام پر شاملین کی کھانے سے بھی تواضع کی جاتی رہی۔

تمام ریجنز کی لجنہ وناصرات نے پہلی بار اس قسم کے پروگرامز منعقد ہونے پر خوشی کا اظہار کیا۔اور وعدہ کیا کہ آئندہ اس قسم کے پروگراموں کو کامیاب کرنے کیلئے پہلے سے بہتر بھرپور طریقے سے تیاری کریں گی۔جس سے ان کی خود بھی تربیت ہوگی آئندہ آنے والی نسل کیلئے بھی مفید ہوگی۔تمام ریجنز میں اجتماعات کی حاضری درج ذیل رہی۔بعض علاقوں میں سواری کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے شاملین اپنے اپنے ریجنز کی دور دور کی جماعتوں سے پیدل سفر کر کے اجتماع میں شمولیت کیلئے ریجنز ہیڈ کوارٹر پہنچے تھے۔

1۔ لنگی ریجن	164	2۔مکینی ریجن	186
3۔91 Mile	182	4۔Bo ریجن	225
5۔روکوپورریجن	635	6۔پورٹ لوکو ریجن	365
7۔سیمبے ہوں ریجن	402		

آخر پر احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین کیلئے ان اجتماعات کو مفید بنائے اور انہیں اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ہماری تمام مساعی میں برکت عطا کرے۔

❁❁❁❁❁❁❁

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 29ر دسمبر 1954ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

''...... اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے''۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail رابطہ قائم کرنے کے لئے پتہ یہ ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مولوی سردار محمد صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20/نومبر 2008ء میں حضرت مولوی سردار محمد صاحبؓ ابن مولوی غلام احمد صاحب کامختصر ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔آپؓ لون میانی ضلع شاہپور کے رہنے والے اور حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کے برادرزادہ تھے۔ آپؓ کا شمار علماء میں ہوتا تھا۔ آپؓ نے 9/جولائی 1892ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ رجسٹر بیعت میں آپؓ کانام 191 نمبر پردرج ہے۔

ایک دفعہ حضرت مولوی سردار محمد صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں خط میں لکھا کہ مَیں قادیان پرقربان جاؤں۔حضور علیہ السلام اس پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''یہ اخلاص کی علامت ہے۔ جب انسان کسی کے ساتھ سچا اخلاص رکھتا ہےتو محبوب کےقرب وجوار بھی پیارے لگتے ہیں''۔حضورؑ نے اپنی تصنیف ''کتاب البریہ'' میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کاذکربھی فرمایاہے۔

محترم چودھری بشیر احمد صاحب

ماہنامہ ''انصاراللہ'' جنوری 2008ء میں مکرم عبدالباسط صاحب نےمحترم چودھری بشیر احمد صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ کا ذکرخیر کیا ہے۔ آپ کا ذکرخیر قبل ازیں 24 مارچ 2006ء کے ''الفضل انٹرنیشنل'' کےاسی کالم کیا جاچکاہے۔

محترم چودھری بشیر احمد صاحب اُس زمانہ میں تعلیم الاسلام کالج میں زیرتعلیم رہے جب حضرت مرزا ناصراحمد صاحبؒ کالج کے پرنسپل تھے۔آپ نے حضورؒ کی خواہش پرکشتی رانی اور دیگر کھیلوں میں حصہ لیا اور نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ حضورؒ کے منصب خلافت پرمتمکن ہونے کے بعد حضورؒ کےساتھ تعلق میں نمایاں اضافہ ہوا۔

1970ء میں محترم چودھری صاحب نے پنجاب اسمبلی کے امیدوار کی حیثیت سے حصہ لیا اور کامیابی حاصل کی۔اگرچہ آپ کو وزیر بننے کی پیشکش بھی ہوئی لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ سے فرمایا کہ اِس پیشکش کوقبول کرنا مناسب نہیں کیونکہ ہم الیکشن کا معاوضہ نہیں لینا چاہتے۔ چنانچہ محترم چودھری صاحب کی ساری زندگی ایک ایماندار سیاستدان کے طور پر بسر ہوئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ بھی آپ کا زمانۂ خلافت سے پہلے کا بہت گہرا تعلق تھا۔ چند بار لندن حاضر ہوکرشرف ملاقات بھی حاصل کیا۔حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کا امیر مقامی اور ناظر اعلیٰ کے طور پرتقرر ہوا تو آپ نے مکمل اطاعت اور تعاون کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔خلافت رابعہ اور خلافت خامسہ کے دَور میں آپ کومجلس تحریک جدید، مرکزی منصوبہ بندی بورڈ اور مرکزی مجلس صحت کے ممبر کے طور پرخدمت کی توفیق عطا ہوئی اور مقامی طور پراپنے علاقہ میں نہایت عمدہ جماعتی خدمات اور خدمت خلق کی توفیق ملتی رہی۔

لجنہ اماءاللہ کینیڈا کی ابتداء

سہ ماہی ''النساء'' کینیڈا اپریل تاجون 2008ء میں محترمہ امۃ الشکور صاحبہ، انچارج شعبہ تاریخ لجنہ اماءاللہ کینیڈا کے قلم سے لجنہ اماءاللہ کینیڈا کی ابتدائی تاریخ شائع ہوئی ہے۔

لفظ ''کینیڈا'' دراصل قدیمی باشندوں کا لفظ ''کناٹا'' ہے جس کا مطلب ہے گاؤں یا رہائش کی جگہ۔ 1547ء میں دنیا کے نقشہ پر جب پہلی مرتبہ یہ ملک نمودار ہواتو اس کا نام کینیڈا رکھا گیا۔قریباً 1700ء سے اس ملک کے لئے میپل لیف (میپل نامی درخت کا پتہ) بطور قومی نشان استعمال ہو رہا ہے اور یہی قومی نشان کینیڈا کی کرنسی پر 1937ء سے موجود ہے اور 1965 سے کینیڈا کے جھنڈے پرسُرخ رنگ میں جلوہ نُما ہے۔ 18/جولائی 1867ء کو مختلف صوبوں کے الحاق سے کینیڈا کا ملک معرضِ وجود میں آیا۔

کینیڈا کا رقبہ دس ملین مربع کِلومیٹر ہے اور اس کے دس صوبے ہیں۔ یہ رقبہ کے لحاظ سے دنیا کا دوسرا بڑا ملک ہے۔ پورے مُلک کا پانچواں حصہ زیرکاشت ہے اور باقی کا نصف حصہ جنگلات سے بھرا پڑا ہے۔معدنی لحاظ سے مالامال اور صنعتی لحاظ سے لاجواب ملک ہے۔ ہوائی جہاز، موٹریں، ریل گاڑیوں سے لےکرسوئی تک یہاں بنتی ہے۔کینیڈا میں ہونے والی بےشمار ایجادات میں ٹیلیفون بھی شامل ہے۔انگریزی اور فرانسیسی قومی زبانیں ہیں۔ نیاگرا آبشار کینیڈا اور امریکہ کی سرحد پر واقع ہے۔کینیڈا کا دارالخلافہ Ottawa ہے۔ ہرسال یکم جولائی کو'یومِ کینیڈا' منایا جاتا ہے۔ ملکہ الزبتھ ثانی رسمی واعزازی طور پرسربراہِ مملکت ہیں۔

کینیڈا قادیان سےقریباً دس ہزارمیل دور ہے۔ 28 اگست 1908ء کوکینیڈا کے ایک اخبار "The Bobcageon Independent" میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی آمد کی خبر یوں شائع ہوئی:

''مرزا غلام احمد نام ہے اُس شخصیت کا جو قادیان میں رہتے ہیں جوکہ ہندوستان میں واقع ہے۔ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مسیح موعود ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کوخدا نہیں کہلواتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ خدائی کارناموں کا ایک ذریعہ ہیں۔ عیسائیوں کا قومی دماغ تو عیسائیت اور خدائی کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتا مگر'احمد'اس کو ایک غلطی تصور کرتے ہیں ......''

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ شمالی امریکہ میں قریباً تین سال (1929-1927) مبلغ سلسلہ رہے۔ آپؓ نے اپنے قیام کے دوران شکاگو اور ڈیٹرائٹ میں دومساجد بھی تعمیر کروائیں جن کے لئے امریکہ میں بسنے والے عربوں نے بھی چندہ دیا۔ ڈیٹرائٹ امریکہ اورکینیڈا کی سرحد پر ہے۔حضرت مفتی صاحبؓ نے اسلام کا پیغام گھر گھر پہنچانے کے لئے اخبارات میں اشتہارات دیئے اور آپ کی تقاریر بھی اخبارات کی زینت بنتی رہیں۔ بہت سے لوگ جو امریکہ کی سرحد پرواقع کینیڈا کےشہر Windsor میں آباد تھےاُن تک بھی توحید کا پیغام پہنچا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے امریکہ جانے کا حکم ملاتو آپؓ نے استخارہ کرنے پر ایک خواب دیکھا جیسے آپ امریکہ کے شہر نیو یارک میں اسلام کی صداقت پر ایک لیکچر دے رہے تھے۔ جب لیکچر ختم ہوگیا اور سب لوگ اُٹھ کر چلے گئے تو صرف ایک نوجوان عورت بیٹھی رہ گئی تو مفتی صاحبؓ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کیوں بیٹھی ہو؟ تو اس نے کہا کہ مجھے اسلام بہت پیارا مذہب معلوم ہوتا ہے کیا آپ مجھے اپنے مذہب میں داخل کر سکتے ہیں؟ حضرت مفتی صاحبؓ نے فرمایا کہ میں اسی کام کے لئے تو یہاں آیا ہوں۔ پھر مفتی صاحبؓ نے کلمہ شہادت پڑھا کر اس خاتون کومسلمان کیا اور اس کا نام فاطمہ مصطفٰے رکھا۔ نہایت عجیب بات یہ ہے کہ جب حضرت مفتی صاحبؓ امریکہ پہنچ گئے اور نیو یارک میں آپ نے لیکچر دیا تو بعینہٖ وہی واقعہ ہوا۔ حضرت مفتی صاحبؓ نے اس خاتون کو بتایا کہ میں تو تمہیں بہت پہلے سے جانتا ہوں اور پھر اسے تفصیل بتائی تو وہ بھی نہایت متعجب ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے بیٹے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر ربوہ کو 1961ء میں شمالی امریکہ کے تربیتی دورہ پربھجوایا۔آپ محترم مولانا عبدالقادر ضیغم صاحب مشنری انچارج امریکہ کے ہمراہ فلاڈلفیا سے ٹورانٹو پہنچے اور تمام حالات کا جائزہ لے کر حضورؓ کورپورٹ بھجوائی اور کینیڈا میں مرکز تبلیغ کھولنے نیز مبلغ بھجوانے کی سفارش بھی کی۔ اس پر حضورؓ نے میجر عبدالحمید صاحب ریٹائرڈ کو مبلغ انچارج کی حیثیت سے کینیڈا بھجوایا لیکن انہیں بعض ناگزیر مجبوری کی وجہ سے کینیڈا کی امیگریشن نہ مل سکی اس لئے وہ امریکہ چلے گئے۔

1961ء میں محترم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ، سابق امیر ضلع راولپنڈی، مانٹریال تشریف لائے اور 1962 میں ان کی زوجہ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ ایک بیٹے اور بیٹی کے ہمراہ یہاں آگئے۔میاں صاحب اور اُن کی اہلیہ ہمیشہ دین کو دنیا پرمقدّم رکھنے والوں شامل رہے۔اہلیہ بھی ضلع راولپنڈی میں بطور صدر لجنہ خدمات بجالاچکی تھیں۔اُس وقت مانٹریال میں چند خاندان آباد تھے۔ عورتوں کی نسبت مردوں کی تعداد زیادہ تھی۔ دونوں میاں بیوی نے نظام کے قیام کے لئے مرکزی کردار ادا کرنا شروع کیا۔ چنانچہ مانٹریال کینیڈا کا پہلا شہر ہے جہاں احمدیوں نے باجماعت نمازیں شروع کیں۔ محترم میاں صاحب کے گھر پرہی نماز جمعہ بھی ادا ہونے لگی۔ پھر پچاس کی دہائی میں کینیڈا کے کئی علاقوں میں احمدی آباد ہونا شروع ہوگئے۔

طلاق ...... ماہرنفسیات کی نظر میں

لجنہ اماءاللہ ناروے کے سہ ماہی ''زینب'' جولائی تاستمبر 2009ء میں طلاق کی وجوہات پرایک امریکی ماہرنفسیات ''ہاورڈ مارک مین'' کے ایک لیکچر سے چند نکات شامل اشاعت ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ طلاق کی بڑی وجہ بات چیت اور تعلقات کا یکسر ختم کردینا ہوتا ہے۔ اگر تعلقات جلدبازی اور غصہ میں یکدم توڑے نہ جائیں، تعلقات بگڑنے کے بعد بھی بول چال جاری رکھیں اور کچھ عرصہ اکٹھے رہتے رہیں تو طلاق ہوتے ہوتے بھی بچ جاتی ہےلیکن جب فریقین میں سے کوئی بھی دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے سے انکار کردیتا ہے، اپنی ضد پراَڑ جاتا ہےاور دوسرے کی بات سننے کا بھی روادار نہیں رہتا تو اس کا نتیجہ طلاق ہوتا ہے۔

دوسری وجہ طلاق کی باہمی احترام کا فقدان ہوتا ہے۔فریقین ایک دوسرے کے کردار پرحملہ کرتے ہیں اور ہتک آمیز رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ایک فریق دوسرے کو مسلسل نیچا دکھانے اور ذلیل کرنے کے درپے رہتا ہے۔بیس میٹھی قاشیں کھانے کے بعد ایک کڑوی قاش کھا کر پچھلا سارا احسان بھلا دیتا ہے اور ہمدردی حاصل کرنے کے لئے دوسروں کواس بارہ میں بتانا شروع کردیتا ہے۔ایسے میں بعض والدین بھی اپنی عزت کا مسئلہ بنا کرصورتحال مزید سنگین بنادیتے ہیں۔

طلاق کی ایک وجہ آزاد اور خودمختار رہنے کی خواہش ہوتی ہے۔ ایسے لوگ شادی کے وقت کیا ہوا عہد کہ ''تنگی اور ترشی میں ایک دوسرے کا ساتھ نبھائیں گے'' بھول جاتے ہیں۔اور اگر وہ ضروریات زندگی اور بچوں کی پرورش کے لئے ایک دوسرے پر انحصار نہ رکھتے ہوں تو پھرکوئی چھوٹی موٹی بات بھی بڑھ کر طلاق تک پہنچ سکتی ہے۔(ماخوذ از سڈنی ہیرلڈ 24/اکتوبر 1994ء)

ماہنامہ ''تحریک جدید'' ربوہ دسمبر 2008ء میں شائع ہونے والی مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

اے کاش! مُیسّر ہو دیدار خلافت کا
جی بھر کے کبھی دیکھوں دربار خلافت کا
صدرنگ ہیں پھول اِس میں چشمے ہیں گھنا سایہ
جنّت کے مشابہ ہے گلزار خلافت کا
حق آپ جو کرتا ہے توصیف خلافت کی
ہم کیوں نہ کریں تازہ اقرار خلافت کا
ابلیس کا پڑھ قصہ عبرت کی نگاہوں سے
انکار خدا کا ہے انکار خلافت کا
دنیا میں کہاں طاقت تعمیر خلافت کی
اسلام خدا خود ہے معمار خلافت کا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
21st January 2011 – 27th January 2011

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 21st January 2011

00:00 MTA World News & Khabranama
00:20 Tilawat
00:30 Insight & Science and Medicine Review
01:05 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 28th December 1995.
02:05 Historic Facts
02:40 MTA World News & Khabranama
03:10 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 1st February 1995.
04:15 Huzoor's Jalsa Salana Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 25th July 2008 during Jalsa Salana United Kingdom.
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:25 Talaba Jamia kay Saath Aik Nasisht with Huzoor, recorded on 15th January 2011.
08:35 Siraiki Muzakarah
09:30 Rah-e-Huda
11:00 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:05 Dars-e-Hadith
14:15 Bengali Service
15:15 Real Talk
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Seerat Sahaba Rasool
17:00 Friday Sermon [R]
18:15 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Science and Medicine Review & Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 22nd January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:40 International Jama'at News
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd January 1996.
02:20 MTA World News & Khabarnama
02:55 Friday Sermon: rec. on 21st January 2010.
04:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 Huzoor's Jalsa Salana Address
09:05 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 8th December 1996. Part 2.
10:00 Friday Sermon [R]
11:10 Indonesian Service
12:10 Tilawat
12:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:15 Yassarnal Qur'an [R]
18:35 Arabic Service
20:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]
23:50 Friday Sermon [R]

Sunday 23rd January 2011

01:05 MTA World News & Khabarnama
01:40 Tilawat
01:45 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd January 1996.
03:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:15 Friday Sermon: rec. on 21st January 2011.
04:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat
06:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 22nd January 2011.
07:20 Zinda Log
07:50 Faith Matters
08:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 22nd February 2008.
12:05 Tilawat
12:15 Yassarnal Qur'an
12:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 23rd January 2011.
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Discover Alaska
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class [R]
22:20 Friday Sermon [R]
23:25 Ashab-e-Ahmad

Monday 24th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:15 International Jama'at News
01:45 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
02:15 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th January 1996.
03:15 MTA World News & Khabarnama
03:50 Friday Sermon: rec. on 21st January 2011.
04:55 Faith Matters
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class with Huzoor, recorded on 22nd January 2011.
08:50 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th April 1999.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 12th November 2010.
11:05 MTA Travel
11:45 Tilawat
12:00 International Jama'at News
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Friday Sermon: rec. on 15th April 2005.
15:10 MTA Travel [R]
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th January 1995.
20:40 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) class [R]
22:15 MTA Travel [R]
22:45 Friday Sermon [R]

Tuesday 25th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Insight & Science and Medicine Review
01:20 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th January 1995.
02:25 MTA World News & Khabarnama
03:00 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th April 1999.
04:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Science and Medicine Review & Insight
07:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th November 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 19th February 2010.
12:00 Tilawat
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50 Science and Medicine Review & Insight
13:25 Bangla Shomprochar
14:25 Huzoor's Address: an address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, on 4th November 2007 at Lajna Ijtema.
15:00 Yassarnal Qur'an
15:25 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 24th December 2010.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Huzoor's Address [R]
23:00 Real Talk: Islamophobia

Wednesday 26th January 2011

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 10th January 1996.
01:50 Learning Arabic
02:15 Yassarnal Qur'an
02:35 MTA World News & Khabarnama
03:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
03:45 Question and Answer Session
05:15 Huzoor's Address: a lecture delivered at Roehampton University.
05:22 Huzoor's Address
06:00 Tilawat & Seerat-un-Nabi (saw)
06:40 Yassarnal Qur'an
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 15th November 2009.
09:00 Question and Answer Session: recorded on 28th October 1995.
10:15 Indonesian Service
11:15 Swahili Service
12:05 Tilawat
12:20 Zinda Log
12:40 Friday Sermon
13:45 Bangla Shomprochar
14:45 Rah-e-Huda
16:20 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:35 Yassarnal Qur'an
16:55 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:40 Real Talk
20:30 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
21:50 Huzoor's Jalsa Salana Address
22:50 Friday Sermon [R]

Thursday 27th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:50 Seerat-un-Nabi (saw)
01:25 Liqa Ma'al Arab: A sitting of Arabic speaking guests with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th December 1995.
02:50 MTA World News & Khabarnama
03:30 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
03:55 Friday Sermon
04:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 MTA Variety: a sports tournament.
07:25 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
08:00 Faith Matters: An English question and answer programme.
09:10 Adaab-e-Zindagi
09:50 Indonesian Service
10:50 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 24th December 2010.
14:05 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th January 1995.
15:10 Adaab-e-Zindagi
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:35 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 14 January, 2011 | Issue No. 02

پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی ایک جھلک

احباب جماعت کو علم ہے کہ پاکستان میں بالخصوص جماعت احمدیہ کی مخالفت میں ایک عرصہ سے بڑی شدت آئی ہوئی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات میں اس سلسلہ میں احباب کو خاص طور پر دعائیں کرنے اور اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کے لئے اور جماعت کی ترقی کے لئے روزانہ دو نفل ادا کرنے کی تحریک بھی فرمائی ہے ۔ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں مصروف ہوں گے۔

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان کی طرف سے موصولہ ماہ نومبر 2010ء کی ایک انگریزی رپورٹ کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے۔ یہ صرف ایک جھلک ہے ان مشکلات کی جن کا اس وقت پاکستان کے احمدی سامنا کررہے ہیں۔

اردو ترجمہ مکرم طارق حیات صاحب نے کیا ہے جس کے لئے ادارہ ان کا مشکور ہے۔ (مدیر)

نومبر 2010ء

۞......مردان (صوبہ خیبر پختونخواہ) میں ایک اور حملہ۔ایک احمدی شہید ایک زخمی۔

مردان میں 8 نومبر کی رات کے تقریباً پونے آٹھ بجے نامعلوم حملہ آوروں کی فائرنگ کے نتیجے میں مکرم شیخ محمود احمد صاحب شہید ہوگئے۔ مرحوم اُس وقت کام کے بعد اپنے بیٹے مکرم عارف محمود صاحب کے ساتھ موٹر سائیکل پر گھر جا رہے تھے۔شہید مرحوم کو تین گولیاں لگیں اور موقع پر ہی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی جبکہ ان کے بیٹے کو ایک گولی لگی اور وہ شدید زخمی ہوگئے۔ان کو فوری طور پر پشاور کے ایک ہسپتال لے جایا گیا جہاں ایک کامیاب آپریشن کے بعد ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔

شیخ محمود احمد صاحب کی عمر بوقت شہادت 58 سال تھی، تعلیم بی اے اور ان کا پیشہ تجارت تھا۔ مرحوم رفاہِ عامہ کے کاموں کی وجہ سے معروف تھے، مثلاً انہوں نے مردان شہر میں مختلف جگہوں پر عام عوام کو ٹھنڈے پانی کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے بجلی کے واٹر کولرز لگوا کر دیئے تھے۔

یاد رہے کہ اسی سال مورخہ 3 ستمبر کو مردان میں احمدیہ مسجد پر نماز جمعہ کے وقت خودکش جیکٹ پہنے، جدید اسلحے سے لیس دہشت گردوں نے حملہ کیا تھا جس کے نتیجہ میں مکرم شیخ محمود صاحب کے بھتیجے مکرم عامر رضا صاحب شہید ہوگئے تھے۔ مکرم شیخ صاحب کا گھرانہ اور ان کے دیگر اکثر رشتہ دار احمدیہ مسجد کے ارد گرد ہی آباد ہیں۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ شہید مرحوم ایک کامیاب تاجر تھے اس لئے ان کے ساتھ دیگر دوکان داروں اور تاجرون کا رویہ انتہائی معاندانہ تھا یہاں تک کہ یہ دوکان دار محض عقیدہ کی بنا پر آپ کو اور آپ کے دیگر احمدی رشتہ داروں کو تکالیف پہنچانے پر کمربستہ رہتے تھے۔مکرم شیخ صاحب کو کچھ عرصہ جیل میں اسیر راہ مولا رہنے کا بھی شرف حاصل تھا۔شیخ صاحب کے دو بھائیوں کو ایک مذہبی مقدمے میں جج نے پانچ پانچ سال کی قید کی سزا سنائی تھی حالانکہ قانون میں زیادہ سے زیادہ سزا صرف تین سال درج ہے۔ بعد میں ان دونوں احمدیوں کی رہائی ہائی کورٹ میں اپیل منظور ہونے پر عمل میں آئی تھی۔ نیز شہید مرحوم کے ایک بھائی مکرم مشتاق احمد صاحب کو 1974ء میں انتظامیہ نے ضلع بدری کا حکم سنایا تھا۔

مکرم شیخ محمود احمد صاحب شہید کو 2008ء میں تاوان کی غرض سے اغوا بھی کیا گیا تھا اور انہیں کئی ہفتوں بعد تاوان کی ایک بھاری رقم کی ادائیگی کے بعد آزادی نصیب ہوئی تھی، اغوا کاروں کے چنگل سے رہائی پانے کے محض تین ماہ بعد ہی مکرم شیخ صاحب کی ایک دوکان میں بم دھماکہ کیا گیا جس سے انہیں شدید مالی نقصان پہنچایا گیا۔ اسی طرح ان کے ایک بھائی کے کاروبار کو بھی 5 مارچ 2010ء کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ الغرض یہ تمام خاندان ہی آج تک محض اپنے عقیدہ کی بنا پر حکومت اور معاشرے کے ہاتھوں شدید نقصان اٹھاتا رہا ہے۔شہید مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

۞......سرگودھا میں احمدیوں پر توہین رسالت کا جھوٹا مقدمہ۔

ضلع سرگودھا کے گاؤں حویلی مجوکہ میں گزشتہ ماہ مولویوں کے اکسانے پر پولیس نے تین معصوم احمدیوں پر توہین رسالت اور اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی خلاف ورزی کا مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ان پر پاکستان پینل کورٹ کی دفعات 295C اور 298C کے تحت الزامات لگائے گئے۔ ملزمان ضمانت پر رہا تھے اور مورخہ 4 نومبر کو ان کی ضمانتوں کی توثیق کے لئے عدالت میں حاضری کا دن آیا تو مخالفین احمدیت ایک بڑا جلوس بن کر عدالت میں آئے تا کہ جج پر دباؤ ڈال سکیں۔ مگر اُس دن وکلاء اپنے بعض مطالبات کے حق میں مظاہروں کی بنا پر عدالتوں سے غائب اور ہڑتال پر تھے اور پولیس کی تفتیش بھی نامکمل تھی لہذا جج صاحب نے ضمانت کی توثیق کے لئے 15 نومبر کو دوبارہ طلب کیا۔ 15 نومبر کی پیشی کے موقع پر پولیس نے عدالت کے سامنے یہ موقف اختیار کیا کہ ان کے پاس ملزمان کے خلاف توہین رسالت کے الزامات کی تصدیق کے لئے کوئی بھی شواہد نہ ہیں ۔اس بناء پر جج نے ملزمان کے خلاف 295C کی دفعات کے تحت عائد الزامات تو مسترد کر دیئے مگر امتناع قادیانیت کے قانون کی دفعہ 298C کی خلاف ورزی کو جواز بنا کر ضمانت منسوخ کردی اور پولیس نے فوری طور پر ان تین احمدیوں کو گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس عدالتی اجلاس میں پاکستان کی سرکار کے ملازم متعلقہ اٹارنی صاحب نے احمدیوں کی ضمانت کی توثیق کی مخالفت میں بحث کی۔

پھر دوبارہ جس عدالتی اجلاس میں ان احمدیوں کی ضمانت پر رہائی کے لئے درخواست کی سماعت جاری تھی وہاں درجنوں غنڈے نعرے بازی کرتے ہوئے اندر داخل ہوگئے۔ جج کے حکم پر جب انہیں کمرہ عدالت سے باہر نکالا گیا تو وہ جج اور عدالت کے خلاف بھی نعرے بازی پر اتر آئے۔قصہ مختصر ان معصوم احمدیوں کی بالآخر ضمانت پر جیل سے رہائی ممکن ہوئی۔

مذکورہ بالا واقعہ ان کثیر مثالوں میں سے ایک ہے جن میں صاف نظر آتا ہے کہ کس طرح پاکستان کی حکومت، مولوی اور غلط کار لوگ مل کر توہین رسالت کے قانون کا ظالمانہ اور غلط استعمال کرتے ہوئے پاکستان کے معصوم شہریوں کو تکلیف میں مبتلا کر رہے ہیں۔

۞......پاکستان میں مذہبی آزادی کی مزید پامالی۔ مولویوں کا ایک جدید مطالبہ۔

پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کا سرسری سا جائزہ ہی یہ ثابت کرنے کیلئے کافی ہے کہ ملاں نے سن 1950ء کی دہائی میں جو جو مطالبات کئے تھے ان کے وہ سب مطالبات پورے کئے جا چکے ہیں۔ پھر رہی سہی کسر 1984ء میں نافذ ہونے والے آرڈیننس XX نے پوری کردی جس میں مذہبی دیوانوں کو باقاعدہ اجازت نامہ فراہم کر دیا گیا کہ وہ با آسانی کھلے بندوں احمدیوں پر ظلم کر سکیں اور ان کی ہر طرح کی مذہبی آزادی کا خاتمہ کر دیں اس کالے آرڈیننس میں صرف مظالم کی اجازت ہی نہیں فراہم کی گئی تھی بلکہ باقاعدہ مظالم پر اکسایا بھی گیا ہے۔ مگر ملاں کی معصوم احمدیوں پر مظالم کرنے کی ہوس کسی بھی طور پر کم ہوتی نظر نہیں آتی۔ جیسے حال ہی میں مولویوں نے صوبہ پنجاب کے ضلع سرگودھا میں عجیب وغریب مطالبہ کیا اور اس پر مستزاد یہ کہ بے حیثیت پولیس نے فوراً یہ مطالبہ مان بھی لیا۔ اس سارے قابل شرم عمل میں پنجاب پولیس کو اپنے لاہور مرکز سے ملنے والی ہدایات کا پہلو بھی یکسر نظر انداز نہیں کیا سکتا ہے۔

ہوا یوں کہ مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سرگودھا نے پولیس کے ضلعی افسر کو درخواست دی کہ ”قادیانی عید الاضحی کے موقع پر اپنے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں جس کا انہیں کوئی بھی حق نہیں ہے کیونکہ قربانی کرنا ایک اسلامی فعل ہے اور قادیانی ”غیر مسلم“ ہیں اور کسی بھی طور پر اپنے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے ہیں لہذا انہیں قربانی کرنے سے روکا جائے“۔

درخواست ملنے پر متعلقہ ڈی پی او نے اسی وقت مقامی ایس ایچ او کو حکم جاری کیا کہ ”قادیانیوں کو قربانی کے جانور ذبح کرنے سے مکمل طور پر روکا جائے اور درخواست گزار کو کارروائی سے مکمل مطلع رکھا جائے اور دو دن کے اندر تعمیل کی رپورٹ پیش کی جائے۔“

ایسے حالات اور سرکاری احکامات کی موجودگی میں ضلع بھر کے احمدیوں نے انتہائی احتیاط کا مظاہرہ کیا اور پولیس کو کسی بھی قسم کی کارروائی کا موقع نہ مل سکا۔

یاد رہے کہ اس شرمناک واقعہ سے محض چند روز قبل صدر پاکستان کا فرمان جاری ہوا تھا کہ ”ہم کسی بھی صورت میں پاکستان میں اقلیتوں پر عقیدہ اور مذہب کی بنا پر مظالم کی اجازت نہیں دیں گے“۔

۞......لاہور میں ایک احمدی پر قاتلانہ حملہ۔

گلشن پارک لاہور میں مورخہ 16 نومبر کو ایک جانے مانے احمدی وکیل مکرم مقبول احمد ڈوگر صاحب اپنے کام سے فارغ ہوکر رات کے پونے آٹھ بجے اپنے گھر پہنچے تو عین گھر کے دروازے پر اچانک ایک نامعلوم شخص نے ان کی کنپٹی پر پستول رکھ دیا۔ مکرم مقبول احمد صاحب نے فوری طور پر اس حملہ آور کو سختی سے اپنی گرفت میں لے لیا جس پر اس کے دو ساتھیوں میں سے ایک نے ان پر فائر کھول دیا۔ گولی ڈوگر صاحب کی ٹانگ میں لگی مگر انہوں نے حملہ آور پر اپنی گرفت ڈھیلی نہ کی۔ آواز سن کر گھر والے بھی باہر نکل آئے۔ اس پر دو حملہ آور تو فرار ہوگئے جب کہ ایک کو حوالہ پولیس کر دیا گیا۔ مکرم ڈوگر صاحب کو گولی لگنے سے ٹانگ میں فریکچر ہوا اور انہیں آپریشن اور علاج کے لئے ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔

۞......یونیورسٹی کی طالبہ کی مشکلات

نیشنل ٹیکسٹائیل یونیورسٹی فیصل آباد میں ساتھی طالب علموں کی طرف سے صرف عقیدہ کی بنا پر کی جانے والی شدید مخالفت اور مسلسل ہراساں کئے جانے پر ایک احمدی طالبہ مکرمہ حنا اکرم صاحبہ کو اپنی جاری تعلیم کو خیر آباد کہنا پڑا۔ اس واقعہ سے پنجاب بھر کے سرکاری تعلیمی اداروں میں غیر معیاری علمی ماحول کی بھی مکمل عکاسی ہورہی ہے۔ جاری تعلیم کو ادھورا چھوڑنے جیسے سانحہ سے محض چند ماہ قبل مکرمہ حنا صاحبہ کے والد صاحب کی جب یونیورسٹی کے پروفیسر راؤ ارشد سے ملاقات ہوئی تھی تو اس نے مکرمہ حنا اکرم صاحبہ کو مثالی طالبہ قرار دیا تھا۔ مگر جب انہی راؤ ارشد صاحب کو اپنے ایک ساتھی ”مسلمان“ پروفیسر سے یہ پتہ چلا کہ یہ طالبہ احمدی ہے تو انہیں شدید دھچکا لگا اور وہ پروفیسر کھلی کھلی مخالفت پر کمربستہ ہو گیا اور کہا کہ اس کو طالبہ کی آخرت کی شدید فکر ہے اور احمدی طالبہ کو بار بار اسلام کی دعوت دینے لگا۔ احمدیہ مخالف لٹریچر لا کر دیا مگر جب احمدی طالبہ نے بڑے ادب کے ساتھ اس پروفیسر پر صورت حال واضح کی تو پروفیسر صاحب بالکل ہی بگڑ گئے اور فوراً کافر قرار دے کر برے انجام کی دھمکیاں دینے لگے اور کہا کہ ”تمہارے خلاف یہاں کیمپس میں مخالفت کی وہ آگ بھڑکنے والی ہے کہ وائس چانسلر بھی تمہاری کچھ مدد نہ کر پائے گا“۔ اور پھر ان پروفیسر صاحب نے اپنے ساتھیوں اور طالب علموں کی مدد سے ایسی مہم عملاً شروع بھی کر دی یعنی احمدی طالبہ کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ نفرت انگیز اور توہین آمیز گندہ لٹریچر یونیورسٹی میں تقسیم کیا گیا اور شدید مشکلات کا طوفان کھڑا کرنے کے بعد احمدی طالبہ کو یہ موقع دیا گیا کہ اگر وہ ”اسلام“ قبول کر لے تو یہ سب کچھ ختم کر دیا جائے گا۔

جب مکرمہ حنا صاحبہ کے والد نے یونیورسٹی کے ریکٹر سے اس معاملہ میں بات کی تو وہ صرف زبانی تسلی دینے تک محدود رہے اور ان مجرم عناصر کے خلاف عملی طور پر کچھ کرنے سے قاصر نظر آئے۔ قصہ مختصر یونیورسٹی کے اس مخالفانہ اور متشدد ماحول میں مکرمہ حنا صاحب اپنی تعلیم

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں